ماہنامہ

علمی و ادبی جریدہ

کاروانِ قمر

کراچی

قمرالاسلام گریجویٹس ایسوسی ایشن پاکستان

بحمدہ تعالیٰ

ماہنامہ کاروانِ قمر، کراچی

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، مسقط، ہالینڈ، ساؤتھ افریقہ (موزمبیق، پریٹوریا، ڈربن، مپوٹو) آسٹریلیا اور لندن سمیت بلتستان، گلگت، آزاد کشمیر اور پاکستان کے درجہ ذیل مقامات پر پڑھا جاتا ہے۔

راولاکوٹ، میرپور، اٹھ مقام، مظفرآباد، تراڑکھل، پونچھ، کوٹلی، وادیٔ نیلم، اسکردو۔

اسلام آباد، راولپنڈی، حسن ابدال، اٹک، گوجر خان، دینہ، جہلم، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، جھنگ، گجرات، سیالکوٹ، قصور، لاہور، فیصل آباد، اوکاڑہ، کسووال، ساہیوال، چیچہ وطنی، خوشاب، ٹوبہ ٹیک سنگھ، خانیوال، ملتان، مظفرگڑھ، خانپور، رحیم یار خان، لودھراں، بہاولپور، بھکر، چوک اعظم، لیہ، حافظ آباد، چکوال، بھیرہ، سرگودھا، سیال شریف، تونسہ شریف، ڈیرہ غازی خان، میانوالی، پپلاں، پنڈی گھیب، زمان آباد شریف میانوالہ، مکھڈ شریف، چورا شریف، منگلا کینٹ، کھاریاں، گولڑا شریف، خوشاب، سنجوال کینٹ، (سینی گمبٹ، بلی ٹنگ، خوشحال گڑھ، شادی پور، تلکن) کوہاٹ، پشاور، دیر (مالاکنڈ ایجنسی) مردان، بنوں، ڈیرہ اسماعیل خان، ہری پور ہزارہ، ایبٹ آباد، مانسہرہ، مانکی شریف، نوشہرہ، لکی مروت، کوئٹہ، خضدار، قلات، کراچی، حیدرآباد، دادو، سانگھڑ۔

دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی نمبر ٦

باہتمام: قمرالاسلام گریجویٹس ایسوسی ایشن، پاکستان۔

فون: ۵۳۷۶۷۹۳-۵۳۷۶۸۸۴-فیکس: ۵۸۳۰۸۳۷

سرپرست اعلیٰ
سیدابوالحسن شاہ منظور ہمدانی دامت برکاتہم
سرپرست
ابوالازہر سید عظمت علی شاہ ہمدانی مدظلہم

جلد نمبر ۱۱ رمضان المبارک ۱۴۲۹ھ ستمبر ۲۰۰۸ء شمارہ نمبر ۱

مدیر اعلیٰ
محمد صحبت خان کوہاٹی

مدیر اعزازی
پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

﴾ زرتعاون سالانہ مع ڈاک خرچ ﴿

پاکستان:	۱۵۰ روپے	بذریعہ رجسٹرڈ ڈاک:	۲۵۰ روپے
سعودی عرب:	۲۵۰ ریال	متحدہ عرب امارات:	۲۵۰ درہم
برطانیہ:	۵۰ پونڈ	آسٹریلیا:	۷۵ ڈالر
امریکہ:	۷۵ ڈالر	ساؤتھ افریقہ:	۵۰۰ رینڈ (Rand)

آسٹریلیا نمائندہ خصوصی
حافظ محمد اسلم قادری
سرکولیشن منیجر
قاری محمد یعقوب ہزاروی

قیمت فی شمارہ: -/۱۵ روپے
سالانہ: -/۱۵۰ روپے

رابطہ سیکریٹری
حاجی محمد یار سعیدی
کمپوزنگ
حافظ محمد عابد سعید
0300 3340980

دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی نمبر ۶
باہتمام: قمرالاسلام گریجویٹس ایسوسی ایشن، پاکستان۔
فون: ۵۲۷۶۷۹۳ـ۵۲۷۶۸۸۴ ـ فیکس: ۵۸۳۰۸۳۷

پرنٹر پبلیشر سید شاہ منظور ہمدانی نے زم زم پرنٹنگ پریس آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی سے چھپوا کر شائع کیا۔

حسنِ ترتیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اداریہ

صدر جنرل (ر) مشرف بالآخر مستعفی ہو گئے!

معروف اور مقبول شاعرہ پروین شاکر مرحومہ نے نجانے کس پس منظر میں یہ شعر کہا تھا کہ

ممکنہ فیصلوں میں ایک ہجر کا فیصلہ بھی تھا
میں نے تو صرف بات کی، اُس نے کمال کر دیا

ایک کمال صدر صاحب نے اُس وقت کیا جب انہوں نے "وردی" اُتار دی اور دوسرا کمال اب کیا کہ شدید عوامی دباؤ اور حکمران اتحاد کے مؤاخذے اور محاسبے کے خوف سے بالآخر صدر صاحب نے نہ چاہتے ہوئے بھی "ہجر کا فیصلہ کیا" اور کرسیٔ صدارت چھوڑ کر مستعفی ہونے کا اعلان کر دیا۔ خدا جانے ہجر کے لمحوں میں وہ کس طرح بہتے آنسوؤں کو روکنے میں کامیاب رہے۔ یاد رہے کہ صدر صاحب جب قوم سے خطاب کر رہے تھے اور اپنے مستعفی ہونے کی نوید سنا رہے تھے تو یہ عین زوال کے بعد کا وقت تھا، سورج ڈھل رہا تھا، اور مائل بہ غروب کا سفر شروع کر چکا تھا۔ یعنی شباب پر آنے کے بعد جب سورج نصف النہار پر آتا ہے پھر ڈھلنا شروع ہوتا ہے تا آنکہ دور مغرب میں غروب ہو جاتا ہے۔ صدر صاحب نے بھی ہمیشہ "مغرب" کی طرف دیکھا اور اُن کے اشاروں پہ رہے۔ معروف دانشور اور صوفی منش ادیب واصف علی واصف نے ایک موقع پر بہت معنی خیز اور پُر مغز جملہ لکھا تھا۔

"روشنی کی کرنیں بکھیرتا ہوا سورج ہمیں ایک پیغام دیتا ہے کہ اگر مغرب کی طرف جاؤ گے تو ڈوب جاؤ گے۔"

صدر صاحب کے ساتھ بھی یہی کچھ ہوا۔

صدر صاحب کے استعفیٰ کی خبر جس نے سنی، جہاں پہنچی خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ لوگ

دیوانہ وار گھروں سے نکل آئے۔ منوں مٹھائی تقسیم کی گئی۔ ہوائی فائرنگ ہوئی، مختلف انداز سے اُن کی رُخصتی پر جشن منایا گیا۔ شاید یہ پہلا موقع تھا کہ قوم نے اپنے سربراہ جانے پر اس قدر مسرت کا اظہار کیا۔ البتہ جاتے جاتے انہیں جو گارڈ آف آنر پیش کیا گیا اس پر بھی لوگ برہم ہوئے۔ محترم ارشاد احمد عارف نے عارفانہ بات کی، کہتے ہیں کہ پرویز مشرف نے اپنی کتاب "In the Line of Fire" میں لکھا ہے کہ میں جب بھی کسی مشکل میں پھنسا، قسمت نے میرا ساتھ دیا۔ عوام کی خوشی دیدنی ہے مگر وہ یہ بھی سوچ رہے ہیں کہ مؤاخذہ، محاسبہ اور آئین کا آرٹیکل ۶ اس کے تعاقب میں تھا اور اڈیالہ جیل اس کی منتظر تھی مگر قسمت نے اس کا پھر ساتھ دیا اور وہ گارڈ آف آنر لے کر رخصت ہو گیا۔"

اپنے دورِ اقتدار میں صدر پرویز مشرف نے "ملک و قوم" کے لئے جو خدمات انجام دیں، قوم اس پر ناخوش تھی اس لئے اُن کے جانے پر وہ بے حد خوش ہوئی۔ وزیرستان، وانا، سوات اور فاٹا میں بے گناہ شہریوں کا قتل، محسن پاکستان ڈاکٹر محمد عبدالقدیر خان کی قید تنہائی اور رُسوائی، لال مسجد کا آپریشن، آئین کی معطلی، چیف جسٹس افتخار احمد چوہدری کی تنزلی اور اس سے زیادہ منتخب حکومت کا تختہ اُلٹنے جیسے اقدامات صدر مشرف کے استعفیٰ کا باعث بنے۔ کوئی شبہ نہیں کہ وہ مؤاخذے اور محاسبے کے ڈر سے مستعفی ہوئے ہیں یہ الگ بات ہے کہ انہوں نے اعلان کیا۔ "ملک و قوم کی خاطر میں نے استعفیٰ کا فیصلہ کیا ہے۔" اب جب کہ آمریت کو شکست اور جمہوریت کو فتح ہوئی ہے تو توقع رکھنی چاہئے کہ آنے والا صدر پاکستان، محبِ وطن، انصاف پسند، دور اندیش، مخلص، دیندار اور ایمان دار ہوگا ورنہ "مشرف" صاحب کے تشریف لے جانے کی خوشی بے معنی رہ جائے گی۔

باری تعالیٰ ہمارے ملک کی خیر فرمائے۔
اسے مخلص و بے ریا حکمران نصیب کرے۔
اسے ظاہری باطنی دشمنوں سے نجات دے۔
اس کے باسیوں کو سکھ چین عطا کرے۔
اس کی ہواؤں اور فضاؤں میں امن راج کرے۔
اس کے شہری محبت والفت سے جئیں۔
آمین ثم آمین۔

قوم کا سرمایۂ افتخار! ایک جری فوجی کیلئے ستارۂ جرأت!

قوم کے ایک ہیرو سپاہی مقبول حسینؒ کی استقامت اور جرأت کو سلام!

قوم اپنے ان سپوتوں پر سدا ناز کرتی ہے جو اُس کی آن اور شان پر سب کچھ وار دیتے ہیں۔ بہادری، فرض شناسی اور ثابت قدمی کے ایک پیکر سپاہی مقبول حسین کو حکومتِ پاکستان نے امسال ۱۴ راگست (یومِ آزادی) کے موقع پر اعلیٰ کردار کے باعث ستارۂ جرأت عطا کیا ہے۔ سپاہی مقبول حسین ۴۰ برس تک بھارتی قید میں رہے، ہر طرح کا ظلم سہا، مگر دشمن راز اُگلوانے میں ناکام رہا، انہوں نے غیر معمولی استقلال کا مظاہرہ کیا۔ راز اگلنے پر زبان کٹوانے کو ترجیح دی، جسم و جاں پر دشمن کا ہر وار سہا مگر پاک وطن کی آن پر آنچ نہ آنے دی۔ ہم قوم کے اس ہیرو کو سلامِ جرأت اور خراجِ محبت پیش کرتے ہیں۔ آئی ایس پی آر (I.S.P.R) کی جانب سے جاری کردہ بیان میں سپاہی مقبول حسین کے عزم و ولولے کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ اعلیٰ کردار، جرأت، بہادری اور فرض شناسی کے حامل افراد پوری قوم کے لئے باعث افتخار ہوتے ہیں۔ کسی بھی قوم کی آن بان اور شان انہی ہیروز کی عظیم قربانیوں میں پوشیدہ ہوتی ہے۔ حقیقت میں ایسے ہیروز اپنے ملک کا حقیقی وقار اور بیش بہا اثاثہ ہوتے ہیں۔ دنیا کی ہر قوم اپنے ان ہیروز کو عزت و توقیر پیش کرنے میں فخر محسوس کرتی ہے۔ پاکستان میں بھی یہی روایت رہی ہے۔ ہر سال ۲۳ مارچ اور ۱۴ راگست کو ایسے ہیروز کی خدمات کو خراجِ تحسین پیش کرنے کے لئے انہیں اعزازات سے نوازا جاتا ہے۔ اس سال بھی ۱۴ راگست کو بہت سے اعزازات عطا کئے جائیں گے لیکن ان میں سے بہادری کا ایک اعزاز اس لحاظ سے انفرادی اور امتیازی حیثیت اس لئے رکھتا ہے کہ یہ پاک فوج کے اس بہادر سپاہی مقبول حسین کو دیا جا رہا ہے، جس نے چالیس سال تک بھارت میں قید و بند، تشدد اور غیر انسانی سلوک کی صعوبتیں برداشت کرنا گوارا کر لیا مگر وطن عزیز پاکستان پر آنچ تک نہ آنے دی۔ آخر کار دشمن کو ہی اس کی ہمت، عزم اور بردباری کے سامنے ہتھیار پھینکنے پڑے۔ سپاہی مقبول حسین جنگ ۱۹۶۵ء کے دوران دشمن سے ایک جھڑپ میں شدید زخمی ہو گئے تھے۔ دشمن نے انہیں قیدی بنا لیا لیکن انہیں نہ جنگی قیدی کی حیثیت دی گئی اور نہ ہی ان سے جنیوا کنونشن کے مطابق برتاؤ کیا گیا۔ بھارتی

جیلوں میں سپاہی مقبول حسین سے راز اگلوانے کے لئے ان سے غیر انسانی سلوک اور تشدد روا رکھا گیا لیکن اس مردِ جری کی زبان وطن کی سلامتی کی امین بن گئی۔ انہوں نے پاکستان کو گالی دینے کے احکامات کو رد کر کے اپنی زبان کٹوانے کو ترجیح دی۔ شدید ظلم و تشدد کی وجہ سے ان کا ذہنی توازن قائم نہ رہا۔ ۷ ارستمبر ۲۰۰۵ء کو ایک معاہدے کے تحت جب بھارت نے چند ضعیف العمر، بیمار اور ذہنی طور پر مفلوج افراد کو رہا کیا تو ان میں سپاہی مقبول حسین بھی شامل تھے۔ سپاہی مقبول حسین اپنی سرزمین پر لوٹے تو پاک فوج کے ڈاکٹروں نے ان کا علاج کیا۔ وہ ۲۰۰۷ء تک زیر علاج رہے۔ سپاہی مقبول حسین کو آزاد کشمیر رجمنٹل سینٹر میں رکھا گیا ہے، جہاں وہ تیزی سے صحت یاب ہو رہے ہیں۔ ۱۵ راپریل ۲۰۰۸ء کو سپاہی مقبول حسین کی جرأت اور بہادری پر مبنی ڈرامہ سیریل کے Premier کے موقع پر چیف آف آرمی اسٹاف، جنرل اشفاق پرویز کیانی نے پرزور الفاظ میں سپاہی مقبول حسین کی جرأت و بہادری کو خراج تحسین پیش کیا۔ پشاور، لاہور، ملتان، کوئٹہ اور کراچی میں منعقدہ خصوصی Shows میں لوگوں نے سپاہی مقبول حسین کی حب الوطنی اور فرض سے لگن کے جذبے کو شاندار الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا۔ اس جرأت، بہادری، فرض شناسی اور حب الوطنی کے بے مثال مظاہرے پر حکومت پاکستان نے سپاہی مقبول حسین کو ستارۂ جرأت کا اعزاز عطا کیا ہے۔

ہم سپاہی مقبول حسین کی صحت یابی کی دعا کرتے ہیں اور اُن کی بہادری کو سلام پیش کرتے ہیں۔

نعت شریف

ذکر احمد ہر گھڑی ہر آن ہونا چاہیے
سرخروئی کا یہی سامان ہونا چاہیے

ہے اگر دل میں محبت سرورِ کونین کی
زندگی میں رہنما قرآن ہونا چاہیے

حشر میں ہوگا "لواء الحمد" کا سایہ نصیب
عاصیو اپنا یہی ایمان ہونا چاہیے

ہے اگر مقصود قلب و جاں حیات دائمی
آپ کے ناموس پر قربان ہونا چاہیے

آئے وہ لمحہ کہ میرا بخت یہ آواز دے
شہر طیبہ میں بھی اب مہمان ہونا چاہیے

ہر نفس پھوٹے لبوں سے اسم احمد کی مہک
دل میں عشق سرور ذی شان ہونا چاہیے

عظمت رفتہ مقدر جس سے مسلم کا بنے
یا نبی ﷺ! پھر عام وہ فیضان ہونا چاہیے

میں بھی دیکھوں جلوہ سلطان بطحا خواب میں
اے رضا دل میں یہی ارمان ہونا چاہیے

(صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

(پروفیسر محمد اکرم رضا)

رمضان شریف

ذیشان، پُر بہار، یہ گلزار بھی تو ہے
رمضان سب مہینوں کا سردار بھی تو ہے

اللہ نے برگزیدہ کیا اس مہینے کو
ہم ہیں فدائی اس کے یہ دلدار بھی تو ہے

باب الریان صرف ہے صائم کے واسطے
اس کا حدیث پاک میں اظہار بھی تو ہے

افطار اور سحر کا منظر نہ پوچھیے
رب کی نوازشوں کا یہ اقرار بھی تو ہے

آباد مسجدیں ہیں عبادت ہے ہر طرف
ہر دل خدا کے ذکر سے سرشار بھی تو ہے

فاقے سے لگ رہا ہے جو لاغر تمہیں حفیظؔ
یہ روزہ دار خلد کا حقدار بھی تو ہے

نتیجہ فکر: محمد حفیظ نقشبندی
کیاڑی، کراچی

پانچواں باب

اعمالِ صالحہ کی نفع بخش تجارت

مترجم: علامہ محمد افضل منیر، ایم اے (پنجاب)

سولھویں قسط (گزشتہ سے پیوستہ باب پنجم)

ابواب الجمعة

جمعہ کے دن جمعہ کیلئے غسل کرنے کا ثواب:

۴۱۲۔ حضرت عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد صاحب جمعہ کے روز میرے پاس تشریف لائے۔ میں غسل کر رہا تھا۔ (غسل سے فارغ ہونے کے بعد) والد صاحب نے پوچھا، کیا یہ غسل جنابت کی وجہ سے ہے یا جمعہ کے لئے؟ میں نے بتایا کہ جنابت کی وجہ سے ہے۔ فرمانے لگے کہ دوبارہ پھر سے غسل کرو۔ کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"جو جمعہ کے دن (جمعہ ادا کرنے کے لئے) غسل کرے گا، تو وہ اگلے آنے والے جمعہ تک طہارت پر رہے گا۔"

اس حدیث کو طبرانی و ابن خزیمہ، ابن حبان اور حاکم نے روایت کیا ہے اور حاکم نے کہا کہ یہ حدیث پاک بخاری و مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

۴۱۳۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جمعہ کے دن غسل بندے کی خطاؤں کو بالوں کی جڑوں سے بھی کھینچ کر نکال دیتا ہے۔"

اس حدیث کو طبرانی نے اپنی سند سے روایت کیا ہے، جسکے تمام راوی ثقہ (قابل اعتماد) ہیں، عنقریب اگلے ابواب میں غسل کے ثواب کے سلسلے میں مزید احادیث ذکر کی جائینگی۔ (ان شاء اللہ)

۴۱۴۔ طبرانی نے اپنی اسناد سے تخریج کرتے ہوئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، اس کے گناہ اور خطائیں مٹادی گئیں۔''

نمازِ جمعہ کا ثواب اور جمعہ کے دن کی فضیلت:

۴۱۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''نماز پنجگانہ (یعنی پانچوں نمازوں میں سے ہر ایک اگلی نماز تک، ایک جمعہ اگلے جمعہ تک اور ایک رمضان اگلے رمضان تک گناہوں کو مٹانے والا ہے، جبکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔''

(اسے مسلم نے روایت کیا ہے)۔

(قارئین کرام کی سہولت کے لئے تھوڑی سی تشریح پیش خدمت ہے کہ مثلاً نمازِ فجر ادا کی۔ نماز ظہر ادا کرنے تک جو صغیرہ گناہ بندے سے سرزد ہوئے، تو نمازِ ظہر ادا کرنے سے وہ معاف ہو گئے۔ اسی طرح نمازِ عصر ادا کرنے سے ظہر اور عصر کے درمیان واقع ہونے والے گناہ معاف کر دیئے گئے۔ یہی حال، باقی نمازوں کا بھی آپ قیاس کر سکتے ہیں۔ یونہی اس جمعہ سے پچھلے جمعہ کے درمیان واقع ہونے والے گناہ اور اس رمضان سے پچھلے رمضان تک کے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے۔ گویا یہ نمازیں جمعہ اور رمضان گناہوں کو ختم کرنے والے ہیں۔ (مترجم عفی عنہ)

۴۱۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے کسی نے نہایت اطمینان اور احسن طریقے سے وضو کیا، پھر جمعہ کے لئے حاضر ہوا۔ (خطیب کے وعظ و نصیحت کو) غور سے سنا اور خاموش رہا تو اس جمعہ سے لے کر اگلے جمعہ تک بلکہ تین دن زائد بھی، اس کی مغفرت ہوگئی۔''

اسے بھی امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

۴۱۷۔ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"جس نے ایک دن میں پانچ عمل کئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت لکھ دی۔ (۱) مریض کی عیادت کی۔ (۲) نمازِ جنازہ میں شامل ہوا۔ (۳) اس دن روزہ رکھا۔ (۴) جمعہ کی نماز کے لئے حاضر ہوا۔ (۵) ایک غلام آزاد کیا۔"

اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔ (آج کل کے دور میں چونکہ غلام آزاد کرنے کا تصور نہیں۔ لہٰذا پہلے چار عمل اس حدیث شریف کا مصداق ہوں گے۔ ہاں اگر خدانخواستہ پھر کبھی غلامی کا دور شروع ہو گیا تو یہ شق ان میں شامل ہو گی۔ (مترجم)

۲۱۸۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے آنے والے لوگ تین قسموں پر ہیں۔

۱۔ ایسے لوگ، جو نماز جمعہ کے لئے آتے تو ہیں لیکن لغو حرکات کرتے ہیں (یعنی نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے مناسب اہتمام نہیں کرتے اور اس کے آداب بجا نہیں لاتے) تو ان کے لئے نمازِ جمعہ میں سے وہی کچھ ہے۔ (یعنی جو انہوں نے حرکتیں کی ہیں۔ اس کے علاوہ ثواب میں سے گویا ان کے لئے کچھ نہیں)۔

۲۔ ایسے لوگ، جو نماز کے لئے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں تو اللہ چاہے تو اسے عطا کرے یا اس کی دعا کو رد کر دے۔

۳۔ ایسے لوگ جو مکمل اہتمام اور آداب کا خیال رکھتے ہوئے نمازِ جمعہ ادا کرتے ہیں کسی مسلمان کی گردن نہیں پھلانگتے اور نہ ہی کسی کو تکلیف پہنچاتے ہیں تو اس طرح کی ادا کی ہوئی نماز ان کے لئے آنے والے جمعہ بلکہ تین دن زائد تک گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہیں۔ یہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا" (جس نے ایک نیکی کی اس کے لئے دس گنا ثواب ہے)۔

اسے ابوداؤد اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

(اس حدیث پاک کے حوالے سے معلوم ہوا کہ نماز جمعہ کے لئے اس کے آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ ساری محنت ضائع ہونے کا احتمال ہے۔ مشاہدہ یہ ہے کہ عموماً لوگ نماز جمعہ کی

صرف رسمی کارروائی کرتے ہیں۔ نمازِ جمعہ کے لئے جس ذوق وشوق کا ہونا لازمی ہے۔ وہ روز بروز مفقود ہوتا نظر آرہا ہے۔ خدشہ یہ ہے کہ اگر ہماری یہی روش رہی تو آنے والی نسل تو بالکل نمازِ جمعہ سے محروم ہو جائے گی۔ لوگ عموماً اس وقت نماز کے لئے پہنچتے ہیں جب نماز کی ادائیگی کے لئے صفیں درست ہو رہی ہوتی ہیں۔ نمازِ جمعہ کا خطبہ اور پہلی سنتیں عموماً غائب ہوتی جارہی ہیں اور جو لوگ پہلے آجاتے ہیں وہ بھی خطیب کی تقریر اور خطبہ سننے کی بجائے اپنی باتوں میں مصروف رہتے ہیں۔ حالانکہ حکم یہ ہے کہ دورانِ خطبہ اگر کوئی باتوں میں مصروف ہے تو اسے ''چپ کر'' کہنے والے نے بھی غلط کیا۔ کئی لوگ خطبہ کے دوران سنتیں پڑھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں، یہ بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ خطبہ واجب ہے، جس کا درجہ ظاہر ہے کہ سنتوں سے زیادہ ہے۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت میں پہنچا کہ خطبہ شروع ہے، تو وہ خطبہ سنے اور سنتیں فرضوں کے بعد ادا کرے۔ لوگوں میں نماز جمعہ کی ادائیگی میں مطلوبہ ذوق وشوق میں کمی اور اہتمام و آداب میں عدم دلچسپی کے اسباب میں سے چند ایک کی نشاندہی کرنے کی جسارت کرنا چاہتا ہوں۔

۱۔ ایسے علماء جو جمعہ کی تقاریر میں موضوعِ سخن صرف اور صرف اختلافی باتوں کو رکھتے ہیں۔ اصلاحی مسائل کی طرف نہ ہونے کے برابر توجہ دیتے ہیں۔ اختلافات اور فرقہ بندی پر زور دیتے ہیں۔ وہ اپنے گمان میں سمجھتے ہیں کہ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ان کا گمان باطل ہے۔ وہ اسلام کی خدمت نہیں کر رہے بلکہ شجرِ اسلام کو جڑوں سے کاٹ رہے ہیں، تو ایسے علماء لوگوں کو نمازِ جمعہ کی طرف مائل کرنے کی بجائے متنفر کر رہے ہیں۔

۲۔ ایسے افسران بالا جو نماز کی ادائیگی میں خود بھی سستی کرتے ہیں اور ان کی ماتحتی میں کام کرنے والے لوگ ان سے دبک کر بیٹھے رہتے ہیں، اور اس انتظار میں رہتے ہیں کہ حاکم وقت کب اٹھے اور ہم نماز ادا کریں۔ ایسے افسران بالا کی خدمت میں گزارش ہے کہ ان کی ذاتی سستی کا وبال تو ان کی گردن پر ہے ہی۔ لیکن اپنے ماتحت افراد کی نماز میں سستی کا وبال اپنے ذمہ نہ لیں۔ بلکہ خود بھی بروقت نماز ادا کریں اور اپنے ماتحت افراد کو نماز کی ادائیگی کا حکم دیں۔ اس طرح سے بہت سا ثواب کما لیں گے۔

۳۔ ایسے لوگ بھی ہیں جو دنیاوی مال و منال کے حصول میں انہماک کی وجہ سے نمازِ جمعہ سے غافل رہ جاتے ہیں، ان کی خدمت میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان پیشِ خدمت ہے کہ (یہ دنیاوی زندگی تو

محض ایک کھیل کود ہے (عارضی ہے) اور آخرت کی زندگی ہمیشہ رہنے والی ہے۔ (سورہ عنکبوت) اللہ تعالیٰ ہمیں نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (مترجم عفی عنہ)

۴۱۹۔ حضرت ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قیامت کے روز تمام ایام اپنی ہیئت کے مطابق بارگاہِ الٰہی میں جمع ہوں گے۔ لیکن یومِ جمعہ کی ایک نرالی شان ہوگی۔ اس کی سج دھج ایسی ہوگی جیسے دلہن۔ خوب روشن اور چمکدار۔ جمعہ ادا کرنے والے یومِ جمعہ کو گھیرے ہوئے ہوں گے۔ یومِ جمعہ دلہن کی طرح پردے میں مستور ہو کر ان لوگوں کو روشنی مہیا کر رہا ہوگا اور وہ لوگ اس کی روشنی میں چل رہے ہوں گے۔ ان کے رنگ برف کی طرح سفید اور ان کی مہک (خوشبو) کستوری کی طرح ہوگی۔ کافور کے پہاڑوں میں سے گزر رہے ہوں گے۔ جن و انس ٹکٹکی باندھ کر ازراہِ تعجب اس طرح دیکھ رہے ہوں گے کہ پلک نہیں جھپکیں گے۔ ان لوگوں کیساتھ اور کوئی بھی شامل نہیں ہو سکے گا ماسوائے ان اذان دینے والوں کے جو اللہ تعالیٰ سے ثواب حاصل کرنے کیلئے اذان دیتے ہیں۔"

یہ حدیث غریب ہے اسے ابن خزیمہ نے اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۴۲۰۔ ابو یعلی نے اپنے اسناد کے ساتھ تخریج کرتے ہوئے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جمعہ کے دن رات میں چوبیس گھڑیاں ہیں ان میں سے ایک گھڑی ایسی ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ چھ لاکھ بندوں کو آزاد کرتا ہے۔"

بعض راویوں نے قدرے اضافہ کے ساتھ یوں روایت کیا ہے:

"ان (چھ لاکھ) بندوں پر آگ واجب ہو چکی تھی۔"

۴۲۱۔ حضرت ابی لبابہ بن عبد المنذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے، اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی عظمت سب

دنوں سے زیادہ ہے۔ بلکہ یوم الاضحیٰ (قربانی والا دن) اور عیدالفطر کے دنوں سے بھی اس کی عظمت اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ ہے۔ اس میں پانچ خصوصیات ہیں۔

۱۔ اسی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

۲۔ اسی میں انہیں زمین پر اللہ تعالیٰ نے اتارا۔

۳۔ اسی میں آپ کی وفات ہوئی۔

۴۔ اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں بندہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے بشرطیکہ اس نے کسی حرام چیز کا سوال نہ کیا ہو۔

۵۔ اسی روز (جمعہ کے دن) قیامت قائم ہوگی۔ کوئی مقرب فرشتہ، آسمان، زمین، ہوائیں، پہاڑ اور سمندر ایسا نہیں جو جمعہ کے دن سے ڈرتا نہ ہو۔" (اس اندیشہ سے کہ آج جمعہ کے دن قیامت نہ قائم ہو جائے)۔

اسے امام احمد اور ابن ماجہ نے اسنادِ حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۴۲۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"بہترین دن کہ جس پر سورج طلوع ہوتا ہے، وہ جمعہ کا دن ہے، اسی میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا، اسی روز وہ جنت میں داخل ہوئے اور اسی میں انہیں جنت سے نکالا گیا۔"

اسے امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

۴۲۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سورج کا طلوع و غروب کسی ایسے دن پر نہیں ہوا جو جمعہ سے افضل ہو۔ اور کوئی جاندار ایسا نہیں، جو جمعہ کے دن کی آمد سے گھبراتا نہ ہو ماسوائے جن و انس کے۔" (اس خوف سے کہ جمعہ کے دن قیامت نہ قائم ہو جائے حیرت ہے کہ انسان اور جن اس فکر سے غافل ہیں)۔

۴۲۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یومِ جمعہ کے فضائل بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"جمعہ (کے چوبیس گھنٹوں) میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کسی بندۂ مسلم کو (خوش نصیبی سے) مل جائے اور وہ اس میں کھڑے نماز پڑھ رہا ہو تو ایسے وقت میں وہ اللہ تعالیٰ سے جو بھی مانگے گا اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا۔"

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ساعت کے قلیل ہونے کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس حدیث کو امام بخاری اور امام مسلم دونوں نے روایت کیا۔

مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ اس قبولیت دعا والی ساعت میں ائمہ کا اختلاف ہے۔ بعض کا خیال یہ ہے کہ یہ ساعت (جمعہ کے روز) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔ میری معلومات کے مطابق ان لوگوں کے پاس کوئی مثبت دلیل نہیں ہے۔ دیگر ائمہ کی رائے ہے کہ منبر پر امام کے جلوس سے لے کر نماز ختم ہونے تک اس ساعت قبولیت کا وقت ہے۔ ان لوگوں نے امام مسلم کی اس صحیح حدیث سے استدلال کیا جو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"قبولیت دعا والی ساعت (منبر پر) امام کے جلوس سے لے کر نماز ختم ہونے تک ہے۔"

۴۲۵۔ کچھ ائمہ نے کہا ہے کہ قبولیت دعا والی ساعت عصر سے لے کر غروب آفتاب تک ہے۔ انہوں نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے جسے ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن سلام کے حوالے سے اسناد صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے کہ میں نے عرض کیا، اللہ تعالیٰ کی کتاب (تورات) میں یہ بات موجود ہے کہ یوم جمعہ میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مومن بندہ اس میں نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کوئی حاجت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کر دیتا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"یا ساعت کا کچھ حصہ۔" میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ نے درست فرمایا کہ یا (قبولیت دعا والی) ساعت کا کچھ حصہ۔ میں نے پوچھا کہ وہ ساعت کون سی ہے؟ فرمایا: "دن کی آخری ساعت" میں نے عرض کیا کہ وہ وقت نماز کا تو ہے نہیں؟ (کیونکہ عصر کے فرض ادا کرنے

کے بعد غروب آفتاب تک نوافل پڑھنا ممنوع ہے) فرمایا: "ہاں! (یہ بات تو ٹھیک ہے لیکن) بندہ جب نماز سے فارغ ہونے کے بعد محض نماز کی نیت سے (دنیاوی غرض سے نہیں) اسی جگہ بیٹھا رہتا ہے تو وہ گویا نماز میں ہی ہے۔"

نیز انہوں نے اس حدیث کو بھی دلیل بنایا ہے جسے ابو داؤد، نسائی اور حاکم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جمعہ کا دن بارہ (۱۲) ساعتوں پر مشتمل ہے ان میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کسی مسلمان بندے کو مل جائے تو اس میں اللہ تعالیٰ سے جو مانگے گا، اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا۔ اس ساعت (قلیل وقت) کو نماز عصر کے بعد (غروب آفتاب سے پہلے) آخری ساعت میں تلاش کرو۔"

جمعہ کا اہتمام کرنے کا ثواب:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَیْعَ ؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝"

(اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے آواز (اذان) دی جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف بھاگ کر آؤ اور خرید وفروخت چھوڑ دو یہی تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو)۔

۴۲۶۔ یزید بن ابی مریم کہتے ہیں کہ میں نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے جارہا تھا کہ عبایہ بن رفاعہ راستے میں میرے ساتھ مل گئے مجھے کہنے لگے کہ مبارک ہو، تمہارا یہ چلنا، اللہ کے راستے (جہاد) میں چلنے کے برابر ہے۔ میں نے ابوعبس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جسکے قدم اللہ کے راستے میں غبار آلود ہوئے تو وہ آگ پر حرام ہیں۔"

اور ایک روایت میں یوں ہے:

"یہ نہیں ہوسکتا کہ اللہ کے راستے میں کسی بندے کے قدم غبار آلود ہوئے

ہوں تو اُسے آگ چھوئے۔"

۴۲۷۔ امام احمد اور طبرانی نے حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے جمعہ کے روز غسل کیا پھر بہترین کپڑے زیب تن کئے، خوشبو لگائی، پھر نہایت سکون کے ساتھ جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے چل پڑا۔ (مسجد میں) کسی کی گردن نہیں پھلانگی اور نہ ہی کسی کو ایذاء دی۔ پھر اس نے نماز ادا کی جو اس کے مقدر میں تھی پھر امام کے فارغ ہونے کا انتظار کیا۔ (تو بندہ کے اس عمل سے) دو جمعوں کے درمیان جو گناہ ہوئے تھے معاف کر دیئے گئے۔"

۴۲۸۔ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

"جس نے جمعہ کے دن غسل کیا اس کے پاس ہو تو خوشبو لگائی، بہترین لباس پہنا اور (نماز جمعہ کی ادائیگی کے لئے) نکل پڑا یہاں تک کہ مسجد میں پہنچا اور جو اسے توفیق تھی نماز ادا کی۔ کسی نمازی کو تکلیف نہ دی، خاموشی اختیار کی یہاں تک کہ نماز مکمل کی، تو اس کا یہ عمل دوسرے جمعہ اور اس جمعہ کے مابین ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہے۔"

اسے امام احمد اور ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

۴۲۹۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جو کوئی آدمی جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور اپنی استطاعت کے مطابق خوب طہارت حاصل کرتا ہے، تیل لگاتا ہے، اور اپنے گھر کی خوشبو استعمال کرتا ہے پھر مسجد میں جا کر دو آدمیوں میں تفریق نہیں کرتا پھر نماز ادا کرتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اس کے حصے میں لکھ دی ہے۔ جب امام کلام کرتا ہے تو نہایت خاموشی اور توجہ سے سنتا ہے تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ کے دوران ہونے والے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔"

اسے امام بخاری نے روایت کیا ہے۔

۴۳۰۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس نے (جمعہ کے روز) غسل کیا اور خوب صفائی کا اہتمام کیا پھر بہت جلد نماز کے لئے نکل پڑا (امام کے) قریب بیٹھا اور امام کے وعظ کو) خوب غور سے سنا (اس طرح ادا کردہ نماز جمعہ کیلئے) جو قدم اس نے مسجد کی طرف چلنے پر اٹھائے ہیں تو ہر قدم کے بدلے میں اُسے ایک سال کی شب بیداری اور ایک سال کے روزوں کا ثواب عطا کیا جائے گا۔''

اسے امام احمد نے روایت کیا ہے۔

۴۳۱۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

''جس نے جمعہ کے دن خوب غسل کیا۔ (یعنی بدن کی صفائی کا اہتمام کیا) مسجد کی طرف جلدی نکلا اور امام کے قریب بیٹھا۔ اس کے وعظ کو دھیان سے سنا۔ کوئی ناشائستہ حرکت نہ کی تو اس کے لئے ہر قدم کے بدلے ایک سال کی شب بیداری اور روزوں کا ثواب ہے۔''

اسے امام احمد، ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کیا، اور اسے حسن قرار دیا۔ نیز ابن ماجہ، ابن خزیمہ ابن حبان اور حاکم نے بھی اسے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح الاسناد ہے۔

(ان احادیث میں صفائی کا اہتمام کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ کیونکہ عموماً گرمیوں میں پسینہ وغیرہ کے باعث بدن سے ناگوار قسم کی بو پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے باقی لوگوں کو کوفت ہو جاتی ہے۔ کئی لوگ لمبے بال رکھنے کے عادی ہوتے ہیں۔ بالوں سے بھی ناگوار بو محسوس ہونے لگتی ہے۔ اس لئے جسم پر محض پانی بہا کر رسمی کارروائی مکمل نہ کی جائے بلکہ صابن وغیرہ استعمال کر کے مکمل صفائی کا انتظام کیا جائے۔ حجامت اور زیر ناف بالوں کی صفائی کا بھی خیال رکھے۔ خوشبو بھی استعمال کرے۔ مترجم عفی عنہ)

ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں حضرت طاؤس کے حوالے سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں

کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا، لوگوں کا گمان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جمعہ کے دن غسل کرو اور اپنے سروں کو دھوؤ۔ اگرچہ تم جنبی نہ ہو۔ (تو بھی خوب صفائی کے ساتھ غسل کرو) اور خوشبو لگاؤ۔''

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ غسل کے بارے میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ البتہ خوشبو کے بارے میں معلوم نہیں۔ (اس حدیث شریف کے پیش کرنے کا مقصد سر کے بالوں کی صفائی کا اہتمام کرنا ہے۔ خوشبو لگانے کا ذکر دیگر احادیث میں موجود ہے)۔

۴۳۲۔ ابن خزیمہ نے ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جب جمعہ کا دن ہو۔ (تو جس) آدمی نے غسل کیا۔ اپنے سر کو دھویا۔ پھر عمدہ خوشبو لگائی۔ بہترین کپڑے پہنے۔ پھر نماز (جمعہ کی ادائیگی) کے لئے نکلا۔ دو آدمیوں کے درمیان تفریق نہ کی۔ پھر دھیان سے امام کی باتوں کی سنا تو جمعہ سے جمعہ اور تین دن زیادہ۔ اس کی مغفرت ہو گئی۔''

جمعہ کیلئے جلدی جانے کا ثواب:

اس موضوع کی مناسبت سے حدیث نمبر ۴۳۱ اور ۴۳۲ گزر چکی ہے۔ جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان منقول ہے:

''جس نے جمعہ کے دن خوب صفائی کے ساتھ غسل کیا۔ پھر نماز کی ادائیگی کے لئے گھر سے جلدی نکلا، امام کے قریب بیٹھا، اس کی باتوں (وعظ و تقریر) کو غور سے سنا، جتنے قدم وہ چلا ہے، ہر قدم کے بدلے ایک سال کی شب بیداری اور ایک سال کے روزوں کا ثواب دیا جائے گا۔''

۴۳۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے جمعہ کے دن غسل جنابت کیا۔ پھر پہلی ساعت میں (مسجد کی طرف) نکلا تو اس نے گویا ایک اونٹ کی قربانی کی۔ جو دوسری ساعت میں

نکلا، اس نے گویا گائے کی قربانی کی۔ جو تیری ساعت میں نکلا، اس نے گویا سینگوں والا مینڈھا قربانی کیا۔ جو چوتھی ساعت میں گھر سے نکلا، اس نے گویا مرغی صدقہ کی۔ اور جو پانچویں ساعت میں نکلا، اس نے گویا انڈا صدقہ کیا۔ جب امام خطبہ کے لئے نکلا تو فرشتے ذکر (خطبہ) سننے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔" (اور نماز کے لئے آنے والوں کا اندراج بند کر دیتے ہیں)۔

ایک روایت یوں ہے:

"جب جمعہ کا دن ہوتا ہے، تو مسجد کے دروازے پر فرشتے (اللہ کے حکم سے) کھڑے ہو جاتے ہیں، جو پہلے ہے، سو پہلے ہے۔ سب سے پہلے آنے والے کی مثال اونٹ صدقہ کرنے والے کی طرح۔ اس کے بعد، گائے صدقہ کرنے والے کی مانند، اس کے بعد مینڈھا، اس کے بعد مرغی۔ اس کے بعد انڈا۔ پر جب امام خطبہ کے لئے نکلتا ہے تو فرشتے رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور خطبہ سننے میں لگ جاتے ہیں۔"

اسے امام بخاری اور امام مسلم کے علاوہ بھی کئی لوگوں نے روایت کیا ہے۔

اور ابن خزیمہ کی روایت میں یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"(جن مساجد میں نماز جمعہ ادا ہوتی ہے)۔ تمام مساجد کے دروازوں پر دو فرشتے متعین ہوتے ہیں، جو (آنے والے لوگوں کے نام) لکھتے ہیں۔ لہٰذا جو پہلے آئے اس کا نام پہلے ہے۔ (اور جو آدمی جس قدر تاخیر سے آتا ہے، اس کا نام اسی ترتیب سے لکھا جاتا ہے)۔ پہلے آنے والا شخص، اونٹ پیش کرنے والے کے مانند ہے۔ اس کے بعد آنے والے بالترتیب، گائے، بکری، مرغی اور انڈا پیش کرنے والے کی مانند ہیں۔ جب امام (خطبہ کے لئے منبر پر) بیٹھ جائے تو رجسٹر بند کر دیئے جاتے ہیں۔"

۴۳۴۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

”(جمعہ کے دن) فرشتے مسجدوں کے دروازوں پر بیٹھ جاتے اور (مسجد میں آنے والوں کے نام) اول، دوم، سوئم (بالترتیب) لکھتے ہیں۔ جب امام (خطبے کیلئے) نکلتا ہے تو صحیفے (رجسٹر) اٹھا دیئے جاتے ہیں۔“ (یعنی اسکے بعد آنے والوں کے نام اس رجسٹر میں درج کرنا بند کر دیئے جاتے ہیں)۔

اسے امام احمد اور طبرانی نے اسناد جید کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام احمد اور طبرانی کی ایک اور روایت میں ہے کہ راوی نے حضرت ابو امامہ سے پوچھا: اے ابو امامہ! کیا امام کے نکلنے کے بعد آنے والوں کا جمعہ نہیں ہوتا؟ انہوں نے جواب دیا کہ جمعہ تو ہو جاتا ہے۔ مگر ان کا شمار ان لوگوں میں نہیں ہوتا، جن کا نام صحیفوں میں لکھا گیا۔

۴۳۵۔ حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، آپ نے فرمایا:

”جب جمعہ کا دن آتا ہے تو شیاطین بھی نکل پڑتے ہیں اور لوگوں کو (مختلف مصروفیات میں الجھا کر) بازاروں میں روکتے ہیں۔ (تاکہ وہ جمعہ کی نماز ادا نہ کر سکیں یا مسجد میں تاخیر سے پہنچیں تاکہ ثواب سے محروم رہیں) اور مساجد کے دروازوں پر فرشتے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور (مسجد میں آنے والے) لوگوں کے نام آنے کی ترتیب کے مطابق لکھتے ہیں، پہلا، دوسرا، تیسرا، بالترتیب، امام کے نکلنے تک فرشتے لکھتے رہتے ہیں۔ (امام کے نکلنے کے بعد وہ لکھنا بند کر دیتے ہیں) پس جو آدمی امام کے قریب بیٹھا، خاموش رہا اور دھیان سے امام کی باتوں کو غور سے سنا، کوئی لغو حرکت نہ کی اس کے لئے اجر کے دو کفل (دو حصے) ہیں اور جو امام سے دور بیٹھا، لیکن خاموشی اور دھیان سے امام کی باتوں کو سنا، کوئی لغو حرکت نہ کی، تو اس کیلئے اجر کا ایک کفل (ایک حصہ) ہے اور جس نے کسی کو صرف اتنا کہہ دیا کہ ”چپ کر“ تو اس نے بھی گویا کلام کیا اور جس نے (نماز جمعہ کے دوران) کلام کیا اس کا جمعہ نہیں۔“

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اسی طرح تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ اس حدیث کو امام احمد اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

حدیث شریف میں ایک لفظ استعمال ہوا ہے صہ۔ صہ (چپ کر) حضرت مؤلف رحمۃ اللہ علیہ

اس کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ (صہ) یہ کلمہ بولنے والے کو جھڑکنے اور خاموش کرانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ دورانِ خطبہ ہر طرح کا کلام حرام ہے، ماسوائے کسی ایسی ضرورت کے، کہ جس میں بولنے کی شدید حاجت ہو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو حرفوں پر مشتمل کلمہ کو بطور مثال ذکر فرمایا، جس کا مقصد بولنے والے کو خاموش کرانا ہے جو کہ امر بالخیر (نیکی کا حکم) ہے اور اتنی مقدار کلام کرنے سے خطبہ سننے میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی، تو آپ کا کیا خیال ہے اس طویل گفتگو کے بارے میں جو کہ بظاہر اگرچہ مباح ہے لیکن خطبہ سننے سے کس قدر بندے کو بے دھیان کر کے ثواب سے محروم کر دے گی اور پھر اس گفتگو کے متعلق آپ خود اندازہ کر لیں کہ جو بالکل بے ہودہ اور لایعنی ہے (کہ وہ کس قدر گناہ کے باعث بنے گی) اے اللہ! اے ارحم الراحمین! اپنے کرم کے صدقے ہم سے درگزر فرما۔ (آمین)

۴۳۶۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

> ”جمعہ کے دن مسجد کے دروازوں پر فرشتوں کو متعین کیا جاتا ہے تا کہ آنے والے لوگوں کو لکھیں۔ جب امام (خطبے کے لئے) نکلتا ہے تو صحیفے (رجسٹر) لپیٹ دیئے جاتے ہیں اور قلمیں اُٹھالی جاتی ہیں۔ (یعنی آنے والے لوگوں کا اندراج بند ہو جاتا ہے) تو فرشتے آپس میں باتیں کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نہ جانے فلاں (آدمی کا نام لے کر کہتے ہیں) کو کس چیز نے جمعہ کی نماز ادا کرنے کے لئے آنے سے روک دیا۔ پھر اس کے لئے یوں دعا گو ہوتے ہیں: ”اے اللہ! اگر وہ بھول گیا ہے تو اسے یاد دہانی کرا دے، اگر وہ بیمار ہے تو اسے شفا دے اور اگر وہ محتاج ہو گیا ہے تو اسے غنی کر دے۔“

اسے ابن خزیمہ نے روایت کیا ہے۔

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ جمعہ کے دن حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ نماز جمعہ کے لئے نکلا۔ (جب مسجد میں پہنچے تو) انہوں نے دیکھا کہ تین آدمی ان سے پہلے پہنچ چکے ہیں تو فرمانے لگے کہ میں چوتھے نمبر پر ہوں اور چوتھا نمبر بھی اللہ تعالیٰ سے کچھ دور نہیں ہے۔ پھر فرمانے لگے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوگوں کو اُسی نمبر سے بٹھایا جائے گا جس نمبر سے وہ جمعہ کی نماز کے لئے حاضر ہوتے تھے۔'' (یعنی سب سے پہلے) پہلا، پھر دوسرا، پھر تیسرا، پھر چوتھا اور چوتھا بھی کوئی دور نہیں۔

اسے ابن ماجہ نے اسناد حسن سے روایت کیا ہے۔

۴۳۷۔ طبرانی نے حضرت ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

''(اے لوگو!) جمعہ کی نماز کے لئے (گھروں سے) جلدی نکلا کرو۔ (کیونکہ قیامت کے روز) ہر جمعہ کو اللہ تعالیٰ کافور کے ٹیلے میں سے اہل جنت کے لئے جلوہ نما ہوگا۔ اس وقت انہیں اللہ تعالیٰ کا اسی قدر قرب نصیب ہوگا، جس قدر وہ (دنیا میں نمازِ جمعہ کی ادائیگی کے لئے) جلدی کیا کرتے تھے۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ انہیں ایسی عزت وکرامت عطا فرمائے گا، جو اس سے قبل انہوں نے نہیں دیکھی ہوگی۔ پھر جنت میں اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹیں گے اور انہیں بتائیں گے جو اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام واکرام کیا ہے۔''

راوی کہتے ہیں کہ پھر حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسجد میں داخل ہوئے تو وہ آدمی ان سے پہلے (جمعہ کے دن) پہنچ چکے تھے۔ حضرت عبداللہ فرمانے لگے دو آدمی مجھ سے پہلے اور میں تیسرا ہوں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو تیسرے کو بھی برکت عطا فرما سکتا ہے۔

شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قرنِ اول (یعنی اسلام کے ابتدائی دور میں) یہ منظر دیدنی ہوا کرتا تھا کہ لوگ (جمعہ کے دن) صبح سحری کے وقت اور فجر کے بعد (منہ اندھیرے) جامع مسجدوں کی طرف بھاگ بھاگ کر جا رہے ہوتے تھے۔ گلیاں اور راستے بھرے ہوتے تھے، ایسی بھیڑ ہوتی تھی جیسے کہ لوگ عید کے دنوں میں جاتے ہیں (اندھیرے کی وجہ سے) انہوں نے روشنی کے لئے اپنے ساتھ دیئے لئے ہوتے تھے۔ (افسوس!) کہ آج کے دور میں یہ معمول ختم ہوگیا ہے۔ اسلام میں جو سب سے پہلی بدعت پیدا ہوئی وہ یہ کہ لوگوں نے جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے

جلدی جانا ترک کر دیا۔ (اور افسوس در افسوس کہ آج کل کے دور میں تو صرف جمعہ کی نماز کی رسم باقی رہ گئی ہے۔ مستقبل میں اللہ جانے ہم مسلمانوں کا کیا حال ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔ مترجم)

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو یہود و نصاریٰ سے شرم کیوں نہیں آتی کہ وہ تو ہفتہ اور اتوار کو اپنے گرجوں اور عبادت گاہوں کی طرف سویرے سویرے جاتے ہیں اور مسلمان اپنی عبادت کے معاملے میں سستی کا مظاہرہ کرتے ہیں اور دیکھو! کہ دنیا کے طلب گار کس طرح جلدی جلدی بازاروں اور منڈیوں میں خرید و فروخت اور نفع اندوزی کے لئے جاتے ہیں تو آخرت کے طلب گاران سے پہلے کیوں نہیں جاتے۔

جمعہ کے دن سورۂ آلِ عمران پڑھنے کا ثواب:

۴۳۸۔ طبرانی نے اپنی اسناد سے تخریج کرتے ہوئے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے جمعہ کے دن سورۂ آل عمران کی تلاوت کی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے سورج غروب ہونے تک اس پر رحمت بھیجتے ہیں۔"

جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھنے کا ثواب:

۴۳۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کی، دو جمعوں کے دوران اس کے لئے نور روشن ہو جاتا ہے۔"

اسے امام نسائی اور حاکم نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ صحیح الاسناد ہے اور ابو سعید دارمی نے اپنی مسند میں موقوفاً روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

"کہ جس نے جمعہ کی رات سورۂ کہف پڑھی تو اس کے اور بیت العتیق (خانہ کعبہ) تک نور روشن ہو جاتا ہے۔"

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کی رات اور دن میں سورۂ کہف کے پڑھنے کے بارے میں استحباب کا

ذکر کیا۔

جمعہ کی رات سورۂ یٰسین پڑھنے کا ثواب:

۴۴۰۔ حضرت اصبہانی نے اپنی اسناد سے تخریج کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے جمعہ کی رات سورۂ یٰسین کی تلاوت کی اُسے بخش دیا گیا۔''

جمعہ کی رات سورۂ دخان پڑھنے کا ثواب:

۴۴۱۔ ترمذی نے اپنی اسناد سے تخریج کرتے ہوئے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے شب جمعہ کو سورۂ دخان کی تلاوت کی، اس کی بخشش ہو گئی۔''

۴۴۲۔ طبرانی نے اپنی اسناد سے تخریج کرتے ہوئے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس نے جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات سورۂ دخان کی تلاوت کی تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا۔''

لائق صد تکریم قارئین کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ ہم ایک عرصہ تک ''اعمالِ صالحہ کی نفع بخش تجارت'' کی اقساط تسلسل کے ساتھ شائع کرنے کی سعادت پاتے رہے۔ اس سلسلہ کو قارئین نے بے حد مفید جانا، اسے عقیدت سے پڑھا اور سراہا۔ اچانک مترجم دامت فیوضہم فرائضِ منصبی کی ادائیگی کے لئے بیرونِ ملک ''کانگو'' تشریف لے گئے۔ اور یہ سلسلہ جمیل رُک گیا۔ گزشتہ ماہ مترجم نے کرم کیا اور کچھ صفحات ارسال فرما دیے۔ ہم بصد مسرت پھر سے یہ مبارک سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ آپ سے دعاؤں کی التجا ہے۔ (مجلس ادارت)

دعا برائے وسعت رزق

یہ دعا رزق میں برکت، فراخی اور وسعت کے لئے بہترین دعاؤں میں سے ایک ہے۔ بے شمار لوگوں نے اس کا تجربہ کیا ہے اور اس دعا کی برکت سے اپنے رزاق مولیٰ عزوجل سے وافر رزق پایا ہے، اس کے کلمات جامع اور اس کا انداز والہانہ اور عاجزانہ ہے۔ آپ بھی فائدہ اُٹھائیں۔

اَللّٰھُمَّ یَارَزَّاقَ الْمُفْلِسِیْنَ ط وَیَارَاحِمَ الْمَسَاکِیْنَ ط وَیَاذَاالْقُوَّةِ الْمَتِیْنَ ط وَیَاغِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ ط وَیَاخَیْرَ النَّاصِرِیْنَ ط اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ط اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ رِزْقِیْ فِی السَّمَآءِ فَاَنْزِلْهُ ط وَاِنْ کَانَ فِی الْاَرْضِ فَاَخْرِجْهُ ط وَاِنْ کَانَ بَعِیْدًا فَقَرِّبْهُ ط وَاِنْ کَانَ قَرِیْبًا فَیَسِّرْهُ ط وَاِنْ کَانَ یُسْرًا فَکَثِّرْهُ ط وَاِنْ کَانَ کَثِیْرًا فَحَلِّلْهُ ط وَاِنْ کَانَ حَلَالًا فَطَیِّبْهُ ط وَاِنْ کَانَ طَیِّبًا فَبَارِکْ لَنَا فِیْهِ ط بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط وَصَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ وَنُوْرِ عَرْشِهٖ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ بِرَحْمَتِکَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ ط

قرآنِ پاک۔ شماریاتی تعارف

صفدر خان

قرآنِ پاک چار آسمانی کتابوں میں ایک اور سب سے آخر میں نازل ہونے والی کتابِ الٰہی ہے جو کہ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ ہمارے ایمان کی شرائط میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اللہ پاک کی عطا کی ہوئی کتابوں پر ایمان لائیں، لہٰذا ہمیں بحیثیت مسلمان قرآنِ پاک پر ایمان لانا اس کو حرف بہ حرف سچ ماننا اور قبول کرنا لازم ہے۔ سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ ہم اس کتابِ الٰہی کو پڑھیں، سمجھیں اور عمل کریں۔ ہم چونکہ اہلِ زبان نہیں ہیں (عربی نہیں جانتے) لہٰذا اس کا عربی میں پڑھ لینا ہی کافی سمجھتے ہیں اور سمجھنے اور عمل کرنے کی طرف ہمارا خیال ہی نہیں جاتا۔ یقیناً اس کتاب کا پڑھنا، تلاوت کرنا ایک برگزیدہ عمل ہے، جو باعثِ ثواب ورضائے الٰہی ہے مگر بات تو جب بنتی کہ جب ہمیں معلوم ہوتا کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں اور اس کے بعد ہمیں کیا کرنا ہے۔ اگر ہر مسلمان قرآن کا ترجمہ اپنی زبان میں پڑھ لے تو بے شک نہ صرف اس کے ایمان میں اضافہ ہوگا بلکہ وہ اپنے دین، دینِ اسلام کو اچھی طرح سمجھنے اور جاننے لگے گا اور اپنے قریب کے لوگوں کے علم میں اضافہ کرے گا اور نیک اور صالح عمل کی کوشش کرے گا۔

قرآنِ کریم کا عربی میں پڑھ لینا اس بات کی ہرگز گارنٹی نہیں کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے پیغام کو جان لیا اور ہماری سوچ وفکر اس کے مطابق ہے، قرآن کی صداقت اور عظمت کی گواہی اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں دی ہے اور اسے لوگوں کے لئے نصیحت قرار دیا ہے۔ مفہوم سورۃ آلِ عمران آیت ۱۳۸ میں فرمایا:

"عام لوگوں کے لئے تو یہ بیان ہے اور پرہیز گاروں کے لئے ہدایت و نصیحت ہے۔"

اور سورۃ قمر میں فرمایا:

"ہے کوئی جو نصیحت حاصل کرے ہم نے اس قرآن کو آسان کر دیا ہے سمجھنے کے لئے۔"

قرآن کی حقانیت اور عظمت کا اندازہ ان آیات سے لگایا جا سکتا ہے۔ مفہوم (سورۃ حشر، آیت ۲۱):

"اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تو دیکھتا کہ خوف الٰہی سے پست ہوکر وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا۔" (سورۃ زمر، آیت ۲۳)

"اللہ تعالیٰ نے بہترین کلام نازل فرمایا ہے جو ایسی کتاب ہے کہ آپس میں ملتی جلتی اور بار بار دہرائی ہوئی آیتوں کی ہے جس سے ان لوگوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے رب کا خوف رکھتے ہیں۔ آخر میں ان کے دل اور جسم اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف نرم ہو جاتے ہیں، یہ ہے اللہ تعالیٰ کی ہدایت جس کے ذریعے جسے چاہے راہِ راست پر لگا دیتا ہے اور جسے اللہ تعالیٰ ہی راہ بھلا دے اس کا ہادی کوئی نہیں۔"

قرآنِ کریم کی حفاظت کا ذمہ خود اللہ نے لیا ہے۔ ہمارے سامنے مثال ہے کہ ملین یا اس سے زائد افراد اس کتاب کو زیر زبر کے ساتھ حفظ کر لیتے ہیں اور بھولتے بھی نہیں اور یہ کتاب کے نزول کی تکمیل کے بعد سے آج تک ہوتا چلا آ رہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک ہوتا رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مفہوم (سورۂ زخرف، آیت ۴)

"یقیناً یہ لوحِ محفوظ میں ہے اور ہمارے نزدیک بلند مرتبہ اور حکمت والی ہے۔"

(سورۂ حجر، آیت ۹)

"ہم نے ہی اس قرآن کو نازل فرمایا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔"

ایک مسلمان کے طور پر ہمیں کتاب اللہ (قرآنِ کریم) سے محبت ہونی چاہئے اور ہمیں اور ہمارے بچوں کو صحیح اور واضح معلومات ہونی چاہئیں قرآنِ پاک کے بارے میں۔ اگر ہماری قرآن سے دوستی نہیں اور اس کے بارے میں معلومات نہیں تو یہ اچھی علامت نہیں بلکہ دین سے دوری، بے زاری اور غفلت کی علامت ہے چہ جائیکہ ہم قرآن کو سمجھیں اور عمل کریں۔

ہم سب قرآن کو مانتے ہیں، پورے یقین کے ساتھ، ذرا سوچئے ہم قرآن کو جانتے بھی ہیں۔ اگر نہیں تو کیا ہمیں یہ کوشش نہیں کرنی چاہئے کہ ہم اس کو جانیں۔ اس مضمون میں ہم نے قرآن کو جاننے کی ایک بہت چھوٹی سی کوشش کی ہے۔ راقم الحروف کم علم اور خطا کار بندہ بشر ہے، غلطی کا احتمال بہرحال موجود ہے جس پر آپ سے اور خالقِ کائنات سے معافی کا خواستگار ہے اور رہے گا۔

قرآن کے بارے میں شماریاتی نقطۂ نظر سے چند معلومات درج ذیل سطور میں پیش کی جا رہی ہیں۔

(۱) نزول:

قرآن کے علاوہ ساری آسمانی کتابیں یعنی تورات، زبور اور انجیل ایک دفعہ میں اتریں جبکہ قرآن بدلتے ہوئے حالات اور واقعات کے تحت بذریعہ وحی کل ۲۲ سال ۵ ماہ اور ۱۴ دن کی مدت میں نازل ہوا۔ ایسا بھی ہوا کہ جاری شدہ ایک سورۃ کا نزول ابھی مکمل نہیں ہوا کہ دوسری یا تیسری سورۃ کا نزول شروع ہو گیا۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام (روح الامین) اللہ تعالیٰ کا پیغام ہمارے پاک نبی تک لاتے تھے وحی کے ذریعے، رسول اللہ فرماتے ہیں کہ وحی آنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک میں گھنٹیاں بجتی تھیں اور حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتہ یا انسان کے روپ میں آپ کو اللہ کا پیغام پہنچاتے تھے۔ موصول ہوئی وحی کو نبی پاک تیز تیز دہراتے کہ یاد ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ اسے تیز تیز نہ دہرائیں اللہ اسے آپ کو یاد کرا دے گا اور ایسا ہی ہوا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا پیغام دوسروں تک پہنچاتے تو آپ کو سب یاد آ جاتا اس طرح ہمارے پیارے نبی قرآن پاک کے پہلے حافظ بھی ہیں۔

قرآنی سورتوں کی ترتیب نزول اور وہ ترتیب جو ہم قرآن میں دیکھتے ہیں مختلف ہے۔ مثلاً سب سے پہلے نازل ہونے والی سورۃ ''سورۃ علق'' ہے۔ جبکہ ترتیب کے لحاظ سے قرآن میں پہلی سورۃ ''سورۃ فاتحہ'' ہے۔ اسی طرح سب سے آخر میں نازل ہونے والی سورۃ ''سورۃ نصر'' ہے۔ جبکہ قرآن میں ترتیب کے لحاظ سے آخری سورۃ ''سورۃ الناس'' ہے۔

قرآن میں سورتوں کی ترتیب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کی۔ نزول یا ترتیب نزول اللہ کی طرف سے ہے۔

نزول قرآن یا سورتوں کا نزول دو مقدس ترین شہروں مکہ اور مدینہ میں ہوا لہٰذا شہر مکہ میں نازل ہونے والی سورتوں کو ''مکی سورۃ'' اور شہر مدینہ میں نازل ہونے والی سورتوں کو ''مدنی سورۃ'' کہتے ہیں۔ یا یوں کہہ لیں کہ مکی دور (۱۳ سالہ) میں نازل ہونے والی سورتیں مکی کہلاتی ہیں اور مدنی دور (۱۰ سالہ) میں جو سورتیں اتریں وہ مدنی ہیں۔

قرآن پاک میں کل ۱۱۴ سورتیں ہیں، جن میں ۸۶ مکہ میں اور ۲۸ مدینہ میں نازل ہوئیں۔ قرآنی ترتیب اور نزول کے لحاظ سے مکی اور مدنی سورتیں کچھ اس طرح ہیں۔

قرآن میں ترتیب کے لحاظ سے پہلی سورۃ فاتحہ قرآن میں ترتیب کے لحاظ سے آخری سورۃ الناس قرآن میں ترتیب کے لحاظ سے پہلی مکی سورۃ فاتحہ۔

قرآن میں ترتیب کے لحاظ سے پہلی مدنی سورۃ بقرہ۔

قرآن میں ترتیب کے لحاظ سے آخری مکی سورۃ الناس۔

قرآن میں ترتیب کے لحاظ سے آخری مدنی سورۃ نصر۔

نزول کے لحاظ سے پہلی سورۃ: علق۔

نزول کے لحاظ سے آخری سورۃ: نصر۔

نزول کے لحاظ سے پہلی مکی سورۃ: علق۔

نزول کے لحاظ سے پہلی مدنی سورۃ: بقرہ۔

نزول کے لحاظ سے آخری مکی سورۃ: مطففین۔

نزول کے لحاظ سے آخری مدنی سورۃ: نصر۔

۱۱۴ سورتوں میں کل آیات کی تعداد ۶۲۳۶ ہے۔ کل ۳۰ پارے ہیں، ہر پارے میں سورتوں اور آیات کی تعداد مختلف ہے، سوائے سپارہ نمبر ۲ (سیقول) اور سپارہ نمبر ۵ (والمحصنت) کہ ان میں کوئی نئی سورۃ شروع نہیں ہوئی بلکہ گزشتہ سپارے والی سورۃ جاری رہتی ہے یعنی سپارہ نمبر ۲ میں سورۃ بقرہ جو پہلے سپارے سے شروع ہوتی ہے جاری رہتی ہے پورے سپارہ نمبر ۲ میں اسی طرح سورۃ نساء جو سپارہ نمبر ۴ میں شروع ہوتی ہے اور جاری رہتی ہے سپارہ نمبر ۵ میں۔ قرآنِ پاک میں کل ۱۴ مقامات پر سجدہ لازم آتا ہے۔ سجدہ والی سورتوں کی تعداد بھی ۱۴ ہے۔ یعنی کوئی سورۃ ایسی نہیں کہ جس میں دو سجدے آتے ہوں۔ ہاں مگر سجدہ والے سپاروں کی تعداد ۱۲ ہے۔ کیونکہ سپارہ نمبر ۱۹ (وقال الذین) اور سپارہ نمبر ۳۰ (عم یتساء لون) میں دو سجدے ہیں۔ قرآن میں ترتیب کے لحاظ سے سجدہ والے سپارے اور سورتیں یہ ہیں۔

نام سورۃ	سپارہ نمبر
اعراف	۹ (وقال الملاء)
رعد	۱۳ (وما ابری)
النحل	۱۴ (ربما)

۱۵ (سبحٰن الذین)	بنی اسرائیل
۱۶ (قال الم)	مریم
۱۷ (اقترب)	حج
۱۹ (وقال الذین)	فرقان
۱۹ (وقال الذین)	نمل
۲۱ (اتل ما اوحی)	الم سجدہ
۲۳ (ومالی)	ص
۲۴ (فمن اظلم)	حم سجدہ
۲۷ (قال فما خطبکم)	نجم
۳۰ (عم یتساء لون)	انشقاق
۳۰ (عم یتساء لون)	علق

قرآنِ پاک میں پہلا سجدہ سورۃ الاعراف میں آیا ہے۔ ۲۰۶ آیت کی اس سورۃ میں سجدہ سورۃ کے آخری لفظ پر ہے۔ اسی طرح قرآنِ پاک میں آخری سجدہ سورۃ العلق میں آیا ہے۔ یہ سجدہ بھی اس سورۃ کے آخری لفظ پر ہے۔ یہاں یہ امر قابلِ ذکر ہے کہ سورۃ العلق نزول کے لحاظ سے پہلی سورۃ ہے لہٰذا یہ گمان ہوتا ہے کہ نزولِ کے لحاظ سے پہلا سجدہ یا پہلے سجدہ والی سورۃ بھی سورۃ العلق ہے۔ مگر ایسا نہیں، نزول کے لحاظ سے سجدہ والی پہلی سورۃ، سورۃ نجم ہے۔ یہ اتفاق یا حکمت ہے کہ اس سورۃ کے بھی آخری لفظ پر سجدہ ہے اور یہ کہ ۱۴ سجدہ والی سورتوں میں یہی تین سورتیں ایسی ہیں کہ جن کے آخری لفظ پر سجدہ ہے۔ باقی تمام گیارہ سورتوں میں سجدہ درمیان میں آتا ہے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ سورۃ العلق کا نزول مکمل نہیں ہوا تھا کہ دوسری سورۃ یا سورتیں نازل ہو گئیں جن میں نزول کے لحاظ سے سجدہ والی پہلی سورۃ، سورۃ نجم بھی شامل ہے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سورۃ مؤمنین و کفار کے مجمع میں سنائی تو سننے والوں پہ سکتہ چھا گیا وہ بالکل خاموشی سے اور دہشت زدہ ہو کر یہ سورۃ سنتے رہے اور برخلاف عادت کوئی شور و غل غپاڑہ نہ کیا۔ جب آپ اُس کے آخری لفظ "وعـــدہ" پر پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سجدہ کیا پاک پروردگار کو تو آپ کی تقلید کرتے ہوئے تمام مجمع نے بھی اسی طرح سجدہ کیا۔ ان میں کفار بھی شامل تھے اس کے فوراً بعد مؤمنین نے کفار کو

مبارک باد دی کہ انہوں نے پیارے پاک نبی کی اطاعت کی، سجدہ کرکے تو وہ ہکا بکا رہ گئے کہ یہ ہم نے کیا کیا پھر بہانہ گھڑ لائے کہ ہم نے تو اپنے بتوں کو سجدہ کیا، لات اور عزیٰ کو۔ کیونکہ سورۃ نجم میں کفار کے ان تین بتوں کا بھی ذکر ہے۔ یعنی لات، عزیٰ اور منات۔ ان میں لات اور عزیٰ کو صفا اور مروہ پر رکھے ہوئے تھے اور کافر ان دونوں بتوں کے درمیانی فاصلے میں چکر لگاتے تھے۔ لات، عزیٰ اور منات سب مؤنث یا بیٹیوں کے نام تھے۔ کفار کا گمان تھا کہ باپ اپنی بیٹیوں سے زیادہ پیار کرتے ہیں اور وہ ان کو زیادہ عزیز ہوتی ہیں، لہٰذا ان کی سفارش مان لیتے ہیں، اسی طرح یہ بت ان کے لئے اللہ سے سفارش کریں گے۔ جب صفا اور مروہ کے درمیان "سعی" کرنے کا حکم آیا (سورۃ البقرہ، آیت نمبر ۱۵۸) تو مؤمن پریشان ہو گئے کہ یہ کام تو کافر کرتے ہیں اور ہمیں اس کا حکم دیا جا رہا ہے مگر جو اللہ جانتا ہے وہ ہم نہیں جانتے، کیونکہ ابھی مکہ فتح ہونا تھا اور کعبہ کو بتوں سے پاک ہونا تھا، مزید یہ کہ جو سعی ہے وہ لات و عزیٰ کے درمیان طواف کرنا نہیں بلکہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنا ہے۔ کیونکہ صفا اور مروہ نے باقی رہنا تھا لات و عزیٰ نے نہیں۔ اس آیت میں اللہ نے یہ فرمایا (مفہوم) کہ صفا اور مروہ کے درمیان طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں، یہ نہیں کہا کہ لات و عزیٰ کے درمیان طواف کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ الغرض سورۃ نجم اتنی اثر پذیر ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفار نے بھی سجدہ کیا۔

قرآن پاک میں ان سجدوں کے علاوہ دو اور سجدوں کا ذکر ہے ان میں ایک وہ جو فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو اور حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ان کو کیا۔ ایک حدیث کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورتوں کو حکم دیتے کہ وہ اپنے شوہروں (مجازی خدا) کو سجدہ کریں۔

کل ۳۰ سپاروں میں ۱۰ سپارے ایسے ہیں جن میں ساری سورتیں صرف مکی سورتیں ہیں، ان میں سپارہ ۲۵ میں سب سے زیادہ ۵ سورتیں ہیں۔

۸ سپارے ایسے ہیں جن میں ساری سورتیں صرف مدنی سورتیں ہیں، ان میں سے سپارہ ۲۸ میں سب سے زیادہ ۹ سورتیں ہیں، سپارے یہ ہیں سپارہ نمبر: ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۱۰، ۲۸۔
۱۲ سپارے ایسے ہیں جن میں مکی اور مدنی سورتیں ہیں، سپارے ہیں: ۷، ۹، ۱۱، ۱۳، ۱۷، ۱۸، ۲۱، ۲۲، ۲۶، ۲۷، ۲۹، ۳۰۔ سب سے زیادہ سورتیں سپارہ نمبر ۳۰ میں ہیں ۳۷ سورتیں۔ سپارہ نمبر ۲ اور ۵ میں

کوئی نئی سورۃ شروع نہیں ہوتی۔ سب سے زیادہ آیات والا سپارہ بھی سپارہ ۳۰ ہے، جس میں ۵۶۴ آیات ہیں۔ سب سے کم آیات والا سپاہ نمبر ۲ اور سپارہ نمبر ۶ ہیں، جن میں آیات کی تعداد ۱۱۱ ہے۔
سپارہ ۱۹ اور ۳۰ میں دو دو سجدے آئے ہیں۔
سپارہ نمبر ۱۲ میں ساری سورتیں صرف نبیوں کے نام پر ہیں۔ (سورہ ہود اور سورہ یوسف)
ایسے سپارے جن سے کوئی سورۃ شروع ہوتی ہے ان کی تعداد ۸ ہے یعنی:

سپارہ نمبر و نام	نام سورۃ
۱/ الم	سورۃ البقرۃ۔
۱۵/ سبحٰن الذی	سورۃ بنی اسرائیل یا الاسراء۔
۱۷/ اقترب للناس	سورۃ الانبیاء
۱۸/ قد افلح	سورۃ مؤمن
۲۶/ حم	سورۃ احناف
۲۸/ قد سمع اللہ	سورۃ مجادلہ
۲۹/ تبارک الذی	سورۃ ملک
۳۰/ عم یتساء لون	سورۃ نبا

قرآن میں ترتیب کے لحاظ سے پہلی سورۃ الفاتحہ ہے۔ اس لئے اسے "ام القرآن" بھی کہا جاتا ہے، کسی بھی نماز کی کوئی رکعت سورۃ فاتحہ کی تلاوت کئے بغیر یا سنے بغیر مکمل نہیں ہوتی۔ یہ مکی سورۃ ہے اور نزول کے حساب سے اس کا نمبر ۵ ہے۔ سورۃ حجر میں فرمایا (مفہوم) "ہم نے تمہیں سات آیات وہ دی ہیں جو بار بار دہرائی جاتی ہیں۔" یہ سورۃ فاتحہ کی طرف اشارہ ہے، جس میں آیات کی تعداد سات ہے۔ ایک حدیث کے مطابق سورۃ فاتحہ قرآن کا دو تہائی ہے۔ شروع کی تین آیات میں پروردگار کی شان اور آخری تین آیات میں بندے کی عاجزی بیان کی گئی ہے۔ درمیانی آیت میں بندے کا اللہ سے اقرار ہے کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور چاہتے رہیں گے۔

قرآن کی پہلی سورۃ کا پہلا لفظ ہے "الحمد" ہے اگر اس میں سے "الف" اور "ل" ہٹا دیں تو باقی بچتا ہے "حمد" یعنی وہ جس کی بار بار تعریف کی جائے یعنی اللہ۔

قرآن پاک نازل ہوا حضرت "محمد" صلی اللہ علیہ وسلم پر اگر محمد سے "م" ہٹا دیں تو پھر

باقی بچتا ہے۔ ''حمد'' ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور نام ''احمد'' ہے جو سورۃ صف میں ہے یہاں سے پھر ''ا'' ہٹا دیں تو باقی بچتا ہے۔ ''حمد''۔ اب اگر ہٹائے ہوئے حروف کو جمع تو وہ ہیں ا+ ل + م یعنی الم۔ حروف مقطعات میں سے ایک اور Next یعنی سورۃ البقرۃ کا پہلا لفظ جس کا مطلب نامعلوم ہے مگر ایسے ہی خیال آیا ہے کہ الف اللہ۔ لام لا الہ۔ اور میم محمد ارسول اللہ ایک اور خیال یہ بھی ہے کہ الف = ایک، لام = لم یزل اور میم = معبود۔

سب سے چھوٹی سورۃ تین آیات والی سورۃ الکوثر ہے، سپارہ ۳۰ میں۔

ہر سورۃ سے پہلے ایک مشترک آیت بسم اللہ کی ہے سوائے سورۃ توبہ کے مگر پھر بھی قرآن میں یہ آیت اتنی ہی دفعہ آئی ہے جتنی سورتیں ہیں یعنی ۱۱۴۔ کیونکہ سورۃ نمل (سپارہ ۱۹) میں بسم اللہ شروع کے علاوہ درمیان میں بھی ہے، جہاں اس خط کا ذکر ہے جو حضرت سلیمان علیہ السلام نے یمن کی ملکہ سبا کو لکھا تھا اور یوں شروع کیا تھا۔ ''سلیمان کی طرف سے جو بخشش کرنے والے مہربان اللہ کے نام سے شروع ہے۔''

عربی زبان میں حروف تہجی کی تعداد ۲۹ ہے۔ یہ حکمت ہے کہ قرآنِ پاک میں وہ سورتیں جو حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں یعنی الـم، الـمـرا، حـم، ص، ن،...... ان کی تعداد بھی ۲۹ ہے۔ ان میں دو مدنی سورتیں ہیں۔ البقرہ اور سورۃ آلِ عمران۔ ۲۰۰ یا اس سے زیادہ آیات والی سورتوں کی تعداد ۴ ہے۔ ان میں دو مکی اور دو مدنی سورتیں یہ ہیں۔ مزید برآں یہ چاروں سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہوتی ہیں یعنی:۔

سورۃ البقرۃ	۲۸۶ آیات	مدنی	سپارہ ۱، ۲، ۳
سورۃ آلِ عمران	۲۰۰ آیات	مدنی	سپارہ ۳، ۴
سورۃ اعراف	۲۰۶ آیات	مکی	سپارہ ۸، ۹
سورۃ الشعراء	۲۲۷ آیات	مکی	سپارہ ۱۹

قرآنِ پاک میں ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک بھی ۴ دفعہ آیا ہے یعنی سورۃ آل عمران، احزاب، محمد اور سورۃ فتح میں یہ چاروں سورتیں مدنی سورتیں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور نام ''احمد'' سورۃ صف میں آیا وہ بھی مدنی سورۃ ہے۔

قرآنِ پاک میں نبیوں کے نام پر کل ۶ سورتیں ہیں۔ ان میں سے صرف ایک سورۃ محمد مدنی سورۃ ہے باقی مکی ہیں۔

نام سورۃ	قرآن میں ترتیب کا نمبر	نزول کا نمبر
سورۃ یونس	۱۰	۵۱، مکی
سورۃ ہود	۱۱	۵۲، مکی
سورۃ یوسف	۱۲	۵۳، مکی
سورۃ ابراہیم	۱۴	۷۲، مکی
سورۃ محمد ﷺ	۴۷	۹۵، مدنی
سورۃ نوح	۷۱	۷۱، مکی

یہاں سے یہ پتہ چلتا ہے:

۱۔ تین لگاتار سورتیں نازل ہوئیں نبیوں کے نام کی اور وہی تینوں قرآن میں بھی ترتیب کے لحاظ سے لگاتار ہیں۔

۲۔ سورۃ نوح ایسی سورۃ ہے جس کا قرآن میں ترتیب اور نزول کے لحاظ سے ایک ہی نمبر ہے۔ ۷۱ ایسی دو سورتیں اور ہیں اور سورۃ ''ص'' ۳۸ اور سورۃ انفطار ۸۲ نمبر پر۔

۳۔ سورۃ محمد نبیوں کے نام والی سورتوں میں واحد مدنی سورۃ ہے۔

۴۔ سورۃ یونس، ہود، یوسف اور ابراہیم کا نمبر قرآن میں ترتیب کے لحاظ سے ۱۰، ۱۱، ۱۲ اور ۱۴ ہے۔ اتفاق کی بات ہے کہ ۱۰ نمبر کی سورۃ یونس گیارہویں سپارے میں، اسی طرح ۱۱ نمبر کی سورۃ ہود بارہویں سپارے میں، ۱۲ نمبر کی سورۃ یوسف تیرہویں سپارے میں یعنی ایک زیادہ اور ۱۴ نمبر کی سورت ابراہیم آپ کو تیرہویں سپارے میں ملے گی یعنی ایک کم۔

۵۔ ان چھ سورتوں میں سے تین سورتیں ایسی ہیں کہ جن انبیاء کے نام پر ہیں اُن میں دو کی قوموں پر عذاب آیا اور ایک کی قوم سے عذاب ٹل گیا۔ اور تین کا تعلق ایک ہی خاندان سے ہے یعنی حضرت ہود اور حضرت نوح علیہ السلام کی قوموں پر عذاب آیا جبکہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم پر سے عذاب ٹل گیا جبکہ حضرت یوسف علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں۔ کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت دعا کی تھی کہ اے میرے رب میں نے اپنی اولاد کو (حضرت اسماعیل علیہ السلام) اس بے کھیتی کی وادی (مکہ) میں بسایا ہے اسلئے کہ وہ نماز قائم رکھیں، اے ہمارے رب ان میں انہی میں سے رسول بھیج، جو ان کے پاس تیری آیتیں پڑھے، انہیں کتاب وحکمت سکھائے اور انہیں پاک کردے یقیناً تو غلبہ والا اور حکمت والا ہے۔

ھدیہ

باری تعالیٰ جل جلالہ کے فضل، حبیبِ خدا علیہ التحیۃ والثناء کی نگاہِ کرم

اور قاری عنایت اللہ صاحب سیالوی کی کاوش وعنایت سے

مؤلفِ فوز المقال فی خلفائے پیر سیال

حاجی محمد مرید احمد چشتی سیالویؔ

کو

اپنی رفیقۂ حیات کے ہمراہ سعادتِ عمرہ، زیارتِ بیت اللہ و

حاضریٔ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظیم نعمت کے حصول پر

دلی

مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

عہدیداران واراکین بزمِ غلامانِ پیر سیال، کراچی

شبِ قدر کی فضیلت

تحریر: ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

شب قدر کو مندرجہ ذیل ناموں سے پکارا گیا ہے:

(۱) لیلۃ القدر، (۲) لیلۃ المبارکہ (سورۂ دخان، آیت ۳)

قدر کے معنی عظمت و شرف کے ہیں۔ سورۂ قدر میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"بے شک ہم نے اس "قرآن" کو (لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف) شب قدر میں اتارا اور آپ کو کچھ معلوم ہے کہ شب قدر کیا ہے۔ لیلۃ القدر (کی عبادت اور نیکی) ہزار مہینوں (کی متواتر عبادت اور نیکی) سے بہتر ہے (یعنی اس سے بھی زائد ہے)۔

فرشتے اور روح القدس اپنے رب کے حکم سے ہر "امر خیر" کے لئے اس "رات" میں اترتے ہیں۔

"یہ "سلامتی" اور امن کی رات" ہے اور "یہ "کیفیت امن و خیر" صبح کے نکلنے تک رہتی ہے"۔

(ترجمہ فیوض القرآن، ڈاکٹر سید حامد حسین بلگرامی، صفحات ۱۴۸۶-۸۷)

بقول اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان (تفسیر قرآنِ کریم)

"اس کو شب قدر اس لئے کہتے ہیں کہ اس شب میں سال بھر کے احکام نافذ کئے جاتے ہیں اور ملائکہ کو سال بھر کے وظائف و خدمات پر مامور کیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس رات کی شرافت و قدر کے باعث اس کو شب قدر کہا گیا ہے"۔

بقول سید ابوالاعلیٰ مودودی (تفہیم القرآن، جلد ۶، صفحات ۴۰۵-۶)

"اب رہا یہ سوال کہ یہ کون سی رات تھی، تو اس میں اتنا اختلاف ہوا ہے کہ قریب قریب چالیس مختلف اقوال اس کے بارے میں ملتے ہیں"۔

لیکن علمائے امت کی بڑی کثرت یہ رائے رکھتی ہے کہ رمضان کی آخری دس راتوں میں سے کوئی ایک طاق رات شب قدر ہے۔ اور ان میں بھی زیادہ تر لوگوں کی رائے یہ ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہے، اس معاملہ میں جو معتبر احادیث منقول ہیں، انہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا: وہ ستائیسویں یا انتیسویں رات ہے۔ "ابو داؤد طیالسی" دوسری روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہ وہ رمضان کی آخری رات ہے۔" (مسند احمد)

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے رزبن جیش نے شب قدر کے متعلق پوچھا تو انہوں نے حلفاً کہا اور استثناء نہ کیا کہ وہ ستائیسویں رات ہے۔ (احمد، مسلم، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن حبان)

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بہت لوگوں کو اس میں کوئی شک نہ تھا کہ وہ رمضان کی ستائیسویں رات ہے۔ (ابن ابی شیبہ)

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر رمضان کی آخری دس راتوں میں سے طاق رات ہے، اکیسویں یا تیسویں یا پچیسویں یا ستائیسویں یا انتیسویں یا آخری۔ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے رمضان کی آخری دس راتوں میں تلاش کرو جب کہ مہینہ ختم ہونے میں نو "۹" دن باقی ہوں، یا سات دن باقی ہوں، یا پانچ دن باقی۔ (بخاری)

اکثر اہل علم نے اس کا مطلب یہ لیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد طاق راتوں سے تھی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نو دن باقی ہوں یا سات دن یا پانچ دن یا تین دن یا آخری رات۔ مراد یہ تھی کہ ان تاریخوں میں لیلۃ القدر کو تلاش کرو۔ (ترمذی، نسائی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب قدر کو رمضان کی آخری دس راتوں کی طاق رات میں تلاش کرو۔ (بخاری، مسلم، احمد، ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تا زیست رمضان کی آخری دس راتوں میں اعتکاف فرمایا۔

اس معاملہ میں جو روایات حضرت معاویہ، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہم بزرگوں سے مروی ہیں ان کی بناء پر علمائے سلف کی بڑی تعداد ستائیسویں رمضان ہی کو شب قدر سمجھتی ہے۔

عبداللہ یوسف علی رقم طراز ہیں:

"Literalists refer to some particular night in the calendar, but there is no agreement as to which it is. The 23rd, or 27th night of Ramadhan as well as other nights." (The Holy Quran, Text & Translation) 1983 Edition, P. 1765

سورۂ قدر میں شب قدر کو ہزار مہینوں سے بہتر کہا گیا ہے۔ ہزار مہینے کے ۸۳ سال اور ۴ مہینے ہوتے ہیں۔ پھر شب قدر کو ہزار مہینے کے برابر نہیں بتایا بلکہ ہزار مہینے سے بہتر بتایا ہے۔ ہزار مہینے سے شب قدر کس قدر بہتر ہے، اس کا علم اللہ ہی کو ہے۔

حدیث مبارک ہے:

مَنْ حُرِمَهَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَيْرَ كُلَّهُ وَلَا يُحْرَمُ خَيْرَهَا اِلَّا كُلُّ مَحْرُوْمٌ

(ابن ماجہ)

"یعنی جو شب قدر سے محروم ہو گیا" گویا "پوری بھلائی سے محروم ہو گیا۔ اور شب قدر سے وہی محروم ہوتا ہے جو کامل محروم ہو"

پہلی امتوں کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں، اس امت کی عمر بہت سے بہت ۷۰، ۸۰ سال ہوتی ہے۔ اللہ پاک نے یہ احسان فرمایا کہ ان کو شب قدر عطا فرما دی، اور ایک شب قدر کی عبادت کا درجہ ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ کر دیا۔ محنت کم ہوئی۔ وقت بھی کم لگا اور ثواب میں بڑی بڑی اُمتوں سے بڑھ گئے۔

حدیث شریف میں آتا ہے:

"مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّ اِحْتِسَابًا غُفِرَلَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"۔

(بخاری و مسلم)

"جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے عبادت کے لئے کھڑا رہا اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔"

امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مکاشفۃ القلوب صفحات "۹۰-۹۱" پر ارشاد فرماتے ہیں کہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب لیلۃ القدر آتی ہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں اور کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر ذکر اللہ کرنے والے کے لئے دعا کرتے اور اس کو سلام کرتے ہیں۔"

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے: لیلۃ القدر میں زمین پر کنکر سے زیادہ تعداد میں فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کے نازل ہونے کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جیسے کہ مروی ہے کہ کثرت سے انوارات ہوتے ہیں اور عظیم تجلیات ہوتی ہیں اور اس میں فرشتے متفرق طور پر عیاں ہوتے ہیں۔ بعض کو آسمانوں اور زمین کے فرشتے نظر آتے ہیں، تو آسمان کے حجاب کھل جاتے ہیں۔ وہاں فرشتوں کا مکاشفہ ہوتا ہے۔ بعض کھڑے ہیں، بعض بیٹھے ہیں، بعض رکوع میں ہیں۔ بعض سجدہ میں ہیں، بعض شکر کر رہے ہیں، بعض سبحان اللہ پڑھ رہے ہیں اور بعض لا الٰہ الا اللہ پڑھ رہے ہیں اور بعض کو جنت کا مکاشفہ ہوتا ہے کہ اس میں محلات، مکانات، حوریں، نہریں، درخت اور پھل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے عرش کا مکاشفہ ہوتا ہے اور اس کی چھت کا کشف ہوتا ہے اور انبیاء، صدیقین، شہداء اور اولیاء کے مراتب کا پتہ چلتا ہے۔ وہ عالمِ ملکوت اور عالمِ رحموت کی سیر کرتا ہے۔ دوزخ کا مشاہدہ کرتا ہے اور اس کی وادیاں دیکھتا ہے۔

اس طرح کفار کے حالات سے آگاہ ہوتا ہے۔ بعض سے اللہ تعالیٰ کے حجاباتِ جمال کھل جات ہیں، چنانچہ اسے صرف اسی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

شبِ قدر کی نشانی:

شب قدر کی نشانی یہ ہے کہ وہ شب نہ زیادہ گرم ہوتی ہے اور نہ زیادہ ٹھنڈی بلکہ درمیانی ہوتی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شبِ قدر میں کتے نہیں بھونکتے اور اس کی صبح کو سورج طشت کی طرح پھیکا پھیکا نکلتا ہے۔ گویا اس کی کرنیں ہی نہیں۔ جو اہلِ دل، اصحابِ ریاضت اور اطاعت گزار ہیں ان کے لئے شبِ قدر کے عجائبات کھول دیئے جاتے ہیں اور ان میں سے بھی ہر ایک کے لئے نہیں بلکہ حق تعالیٰ اپنے جن مؤمن بندوں پر ان کے احوال اقسام اور قرب و بعد میں منازل کے اعتبار سے کھولنا چاہیے۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۲۲، از حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب شبِ قدر آتی ہے تو حق تعالیٰ جبرائیل علیہ السلام کو حکم دیتے ہیں کہ اپنے ساتھ سدرہ پر رہنے والے ستر ہزار فرشتوں کو لے کر زمین پر اُتر جاؤ۔ فرشتوں کے پاس نور کے جھنڈے ہوتے ہیں۔ پھر جب یہ فرشتے زمین پر اتر آتے ہیں، تو حضرت جبرئیل اور تمام فرشتے چار جگہ جھنڈے گاڑ دیتے ہیں۔ کعبہ اقدس کے پاس، روضہ اطہر کے پاس، مسجد بیت المقدس کے پاس اور مسجد طورِ سینا کے پاس۔ پھر جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو دنیا میں پھیل جانے کا حکم فرماتے ہیں۔ فوراً فرشتے دنیائے اسلام میں پھیل جاتے ہیں اور کوئی محلہ، گھر، حجرہ اور کشتی جس میں مؤمن مرد اور مؤمنہ خواتین ہوں باقی نہیں رہتا کہ فرشتے وہاں نہ گئے ہوں، ہاں جس گھر میں کتا یا سور یا شراب یا ناپاک آدمی یا تصویر ہو وہاں نہیں جاتے۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس بیان کرتے رہتے ہیں اور لا الٰہ الا اللہ پڑھتے رہتے ہیں اور امت محمدیہ کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں۔ جب صبح صادق کو پو پھٹنے لگتی ہے تو آسمان پر چڑھ جاتے ہیں اور پہلے آسمان کے فرشتے ان کا خیر مقدم کرتے ہیں اور ان سے پوچھتے ہیں کہ بھائیو! آپ حضرات کہاں سے آ رہے ہیں۔ پھر دنیاوی آسمان پر رہنے والے فرشتے ان سے پوچھتے ہیں کہ حق تعالیٰ مجدہٗ نے بندوں کے اور ان کی ضرورتوں کے سلسلہ میں کیا کیا؟ حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ نے نیک حضرات کو بخش دیا اور بدنصیبوں کے حق میں ان کی شفاعت قبول کرنے کا وعدہ فرمالیا۔ پھر حق تعالیٰ نے اس امت کو جو بخشش و رضا عطا فرمائی ہے اس سے خوش ہو کر فرشتے شکریہ کے طور پر حق تعالیٰ شانہٗ کی حمد و ثناء فرماتے ہیں اور بلند آواز سے سبوح و قدوس کے ذکر میں رطب اللسان ہو جاتے ہیں۔ پھر انہیں دنیوی آسمان کے فرشتے دوسرے آسمان تک رخصت کرتے ہیں۔ اسی طرح یکے بعد دیگرے ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آسمانوں پر رہنے والو! اپنی اپنی جگہ لوٹ جاؤ۔ چنانچہ ہر آسمان کے فرشتے اپنی اپنی جگہ چلے جاتے ہیں۔ اور سدرہ کے فرشتے اُن سے پوچھتے ہیں کہ تم کہاں تھے؟ یہ فرشتے وہی جواب دیتے ہیں جو پہلے آسمان کے فرشتوں نے دیا تھا۔ یہ سن کر سدرہ کے فرشتے بھی بلند آواز سے تسبیح و تقدیس میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی آوازیں جنت الماوٰی، جنت النعیم، جنت عدن اور فردوس میں پہنچتی ہیں۔ پھر عرشِ رحمٰن تک پہنچ جاتے ہیں اور عرشِ رحمٰن اس امت کو دیئے گئے انعامات کا شکر بجالانے کیلئے رب العالمین کی تسبیح و تقدیس میں اور حمد و ثناء میں لگ جاتا

ہے۔ حق تعالیٰ پوچھتا ہے (حالانکہ اسے سب کچھ معلوم ہے) کہ اے عرش! تو نے اپنی آواز کیوں بلند کی۔ عرش عرض کرتا ہے۔ اے میرے رب! مجھے خبر ملی ہے کہ کل آپ نے امت محمدیہ کے نیک حضرات کو بخش دیا اور انکے بروں کے حق میں آپ نے ان کی شفاعت قبول کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے میرے عرش تو سچ کہتا ہے میرے پاس امت محمدیہ کے ایسے ایسے اعزاز ہیں جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا تصور ہی آیا۔

کہتے ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام شب قدر میں اترتے ہیں تو ہر مسلمان کو سلام کرتے ہیں اور اس سے مصافحہ کرتے ہیں۔ اس وقت انسان کا رونگٹا رونگٹا کھڑا ہو جاتا ہے، دل نرم پڑ جاتا ہے اور آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں۔ (حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی، غنیۃ الطالبین، ص ۲۰۔۲۱)

شب قدر یعنی عظمت و حکمت والی رات یا وہ برکت والی رات جس کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا کہ دیکھو ہم نے قرآن پاک برکت والی رات میں اتارا جس میں ہر حکمت والے کام کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ پھر حق تعالیٰ شانہٗ نے فرمایا کہ شب قدر ہزار ماہ سے بہتر ہے جن میں شب قدر نہ ہو۔ کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جس قدر مسرت خیر من الف شھر سے ہوئی ایسی مسرت کسی چیز سے نہیں ہوئی۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ ایک دن رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سامنے چار اسرائیلی حضرات کا ذکر فرمایا کہ انہوں نے حق تعالیٰ جل مجدہٗ کی اسی سال لگاتار عبادت کی اور ذرا سی دیر کے لئے بھی نافرمانی نہیں کی۔ یہ تھے حضرات ایوب، حضرت زکریا، حضرت حزقیل اور حضرت یوشع بن نون علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ ان کی عبادت کا حال سن کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حیرت میں آ گئے۔ اتنے میں رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر حضرت جبرئیل علیہ السلام وحی لے کر اتر آئے اور فرمایا کہ اے محمد ﷺ! تم نے اور تمہارے اصحاب نے ان لوگوں کی اسی سالہ عبادت پر حیرت اور استعجاب کا اظہار فرمایا جس میں ان بزرگوں نے ایک گھڑی بھر کے لئے بھی بلکہ ایک منٹ کے لئے بھی حق تعالیٰ شانہٗ کی نافرمانی نہیں کی۔ حق تعالیٰ شانہٗ نے آپ پر اس سے بھی بہتر ایک چیز اتار دی ہے۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو انا انزلناہ، پڑھ کر پوری سورت سنائی اور فرمایا یہ شب قدر کی عبادت "۸۳ سال چار ماہ سے افضل ہے۔ تم ان کی ۸۰ سالہ عبادت پر حیرت و استعجاب میں ہو تمہیں تو حق تعالیٰ نے ایک ایسی عظیم رات عطا فرمائی ہے کہ اس ایک رات کی عبادت ۸۳ سال چار ماہ کی عبادت سے بھی افضل ہے۔ اس لئے رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مسرت ہوئی۔

یحییٰ بن صالح، بنی اسرائیل میں ایک شخص گزرا ہے جس نے ایک ہزار ماہ تک اللہ کی راہ میں لگاتار جہاد کیا اور کبھی اسلحہ نہیں اُتارا۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ان کا ذکر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا۔ ان کا ذکر سن کر صحابہ کرام کو بڑی حیرت ہوئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ تمہارے لئے شب قدر کی عبادت ان ایک ہزار ماہ کی عبادت سے بہتر ہے، جن میں اس اللہ کے بندے نے اسلحہ نہ اتارا اور برابر جہاد کرتے رہے۔ کہتے ہیں ان کا نام شمعون یا شمسون تھا۔ یہ اسرائیلیوں میں سے ایک مشہور عابد ہیں۔ پھر فرمایا کہ اس رات میں سورج ڈوبتے ہی فرشتے اُترتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام بھی صبح صادق تک رہتے ہیں۔ (غنیۃ الطالبین، ص ۱۲۔۱۳)

شبِ قدر کی دعا:

امام غزالی رحمۃ اللہ مکاشفۃ القلوب میں فرماتے ہیں: (ص ۲۹۱)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان المبارک کی ستائیسویں شب صبح تک زندہ کی (عبادت کی) تو وہ مجھے رمضان کے قیام سے زیادہ عزیز ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا: اے ابا جان! کمزور مرد عورتیں جو قیامِ شب پر قادر نہیں، وہ کیا کریں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ تکئے نہ رکھیں کہ جن پر ڈھانسنا لگاتے ہیں اور اسی رات ایک گھڑی بیٹھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کریں۔ مجھے یہ بات اپنی ساری امت کے قیام رمضان سے زیادہ پسند ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اکرم نے فرمایا کہ جس نے لیلۃ القدر کو شب بیداری کی اور اس رات میں دو رکعت پڑھیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگی۔ اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دے گا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دریا میں غوطہ لگالیا اور اسے جبرئیل علیہ السلام اپنا پر لگائیں گے اور جسکو حضرت جبرئیل علیہ السلام پر لگائیں گے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یارسول اللہ! اگر مجھے شب قدر معلوم ہو جائے تو اس میں کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا

"یعنی اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے۔ معاف کرنا تجھے پسند ہے تو مجھے معاف فرمادے"۔

چناروں کی وادی آزاد کشمیر میں چوتھی سالانہ یارسول اللہ کانفرنس کی کامیابی مبارک ہو۔

ہم

جماعتِ اہلسنّت اور جمعیت علمائے جموں و کشمیر نیلم

کے

عہدیداران و کارکنان کو

بالخصوص "یارسول اللہ کانفرنس"

کے

روحِ رواں مولانا عبدالرحمٰن نورانی صدیقی

صاحبزادہ محمد شریف جھاگوی اور

اُن کے ساتھیوں کو

کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر

ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

شیخ عبدالرؤف آزاد، شیخ محمد شفیق، ریاض حسین نورانی

نیلم۔ اٹھمقام، مظفرآباد، آزادی کشمیر

صدقۂ فطر کے فضائل و مسائل

از: امیر دعوتِ اسلامی حضرت مولانا ابو بلال
محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی

نبیوں کے سلطان، رحمتِ عالمیان، سردارِ دو جہان، محبوب رحمٰن عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ جا کر مکۂ معظمہ کے گلی کوچوں میں اعلان کر دو، "صدقۂ فطر واجب ہے۔" (جامع ترمذی، ج ۲، ص ۱۵۱، حدیث ۶۷۴، دار الفکر بیروت) حضرتِ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: مدنی سرکار، غریبوں کے غمخوار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صدقۂ فطر مقرر فرمایا تاکہ فضول اور بے ہودہ کلام سے روزوں کی طہارت (یعنی صفائی) ہو جائے۔ نیز مساکین کی خُورِش (یعنی خوراک) بھی ہو جائے۔ (سنن ابی داؤد، ج ۲، ص ۵۸، حدیث ۱۶۰۹، دار احیاء التراث العربی بیروت) حضرتِ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار، باذنِ پروردگار، دو عالم کے مالک و مختار، شہنشاہِ ابرار صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جب تک صدقۂ فطر ادا نہیں کیا جاتا، بندے کا روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق (یعنی لٹکا ہوا) رہتا ہے۔ (کنز العمال، ج ۸، ص ۲۵۳، حدیث ۲۴۱۲۴، دار الکتب العلمیۃ بیروت)

"عید کی خوشیاں مبارک" کے ۱۶ حروف کی نسبت سے فطرہ کے ۱۶ مدنی پھول

(۱) صدقۂ فطر ان تمام مسلمان مرد و عورت پر واجب ہے جو "صاحبِ نصاب" ہوں اور ان کا نصاب "حاجاتِ اصلیہ (یعنی ضروریاتِ زندگی)" سے فارغ ہو۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۱۹۱، کوئٹہ)

☆ حاجتِ اصلیہ کی تفصیل بہارِ شریعت حصہ چہارم میں دیکھئے۔

(۲) جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے باون تولہ چاندی کی رقم یا اتنی مالیت کا مالِ تجارت ہو (اور یہ سب حاجاتِ اصلیہ سے فارغ ہوں) اُس کو صاحبِ نصاب کہا جاتا ہے۔

☆ صاحبِ نصاب، ''غنی''، ''فقیر'' وغیرہ اصطلاحات کی تفصیلی معلومات فقہ حنفی کی مشہور کتاب ''بہارِ شریعت'' حصہ پنجم میں ملاحظہ فرمایئے۔

(۳) صدقۂ فطر واجب ہونے کے لئے ''عاقل و بالغ'' ہونا شرط نہیں۔ بلکہ بچہ یا مجنون (یعنی پاگل) بھی اگر صاحبِ نصاب ہو تو اس کے مال میں سے اُن کا ولی (یعنی سرپرست) ادا کرے۔ (ردالمحتار، ج ۳، ص ۳۱۲، دارالکتب العلمیۃ بیروت)۔

☆ ''صدقۂ فطر'' کے لئے مقدارِ نصاب تو وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے جیسا کہ مذکور ہوا لیکن فرق یہ ہے کہ ''صدقۂ فطر'' کے لئے مال کے نامی (یعنی اس میں بڑھنے کی صلاحیت) ہونے اور سال گزرنے کی شرط نہیں اسی طرح جو چیزیں ضرورت سے زیادہ ہیں (مثلاً وہ گھریلو سامان جو روزانہ کام میں نہیں آتا) اور ان کی قیمت نصاب کو پہنچتی ہو تو ان اشیاء کی وجہ سے ''صدقۂ فطر'' واجب ہے۔ زکوٰۃ اور ''صدقۂ فطر'' کے نصاب میں یہ فرق کیفیت کے اعتبار سے ہے۔ (وقار الفتاویٰ، ج ۲، ص ۳۸۵، بزمِ وقار الدین فیڈرل بی ایریا باب المدینہ، کراچی)۔

(۴) مالکِ نصاب مرد پر اپنی طرف سے، اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے اور اگر کوئی مجنون (یعنی پاگل) اولاد ہے (چاہے پھر وہ پاگل اولاد بالغ ہی کیوں نہ ہوں) تو اُس کی طرف سے بھی صدقۂ فطر واجب ہے، ہاں اگر وہ بچہ یا مجنون خود صاحبِ نصاب ہے تو پھر اُس کے مال میں سے فطرہ ادا کر دے۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۱۹۲، کوئٹہ)

(۵) مرد صاحبِ نصاب پر اپنی بیوی یا ماں باپ یا چھوٹے بھائی بہن اور دیگر رشتہ داروں کا فطرہ واجب نہیں۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۱۹۳، کوئٹہ)

(۶) والد نہ ہو تو دادا جان والد صاحب کی جگہ ہیں۔ یعنی اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتیوں کی طرف سے اُن پہ صدقۂ فطر دینا واجب ہے۔ (درمختار، ردالمحتار، ج ۲، ص ۳۱۵، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

(۷) ماں پر اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر دینا واجب نہیں۔ (ردالمحتار، ج ۳، ص ۳۱۵)

(۸) باپ پر اپنی عاقل بالغ اولاد کا فطرہ واجب نہیں۔ (درمختار، مع ردالمحتار، ج ۳، ص ۳۱۷)

(۹) کسی صحیح شرعی مجبوری کے تحت روزے نہ رکھ سکا یا معاذ اللہ عزوجل کسی بدنصیب نے بغیر مجبوری کے رمضان المبارک کے روزے نہ رکھے اُس پر بھی صاحبِ نصاب ہونے کی صورت میں صدقۂ فطر واجب ہے۔ (ردالمحتار، ج ۳، ص ۳۱۵)

(۱۰) بیوی یا بالغ اولاد جن کا نفقہ وغیرہ (یعنی روٹی کپڑے وغیرہ کا خرچ) جس شخص کے ذمہ ہے وہ اگر ان کی اجازت کے بغیر ہی ان کا فطرہ ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا۔ ہاں اگر نفقہ اُس کے ذمہ نہیں ہے۔ مثلاً بالغ بیٹے نے شادی کر کے گھر الگ بسا لیا اور اپنا گزارہ خود ہی کر لیتا ہے تو اب اپنے نان نفقہ (یعنی روٹی کپڑے وغیرہ) کا خود ہی ذمہ دار ہو گیا ہے۔ لہٰذا ایسی اولاد کی طرف سے بغیر اجازت فطرہ دے دیا تو ادا نہ ہوگا۔

(۱۱) بیوی نے بغیر حکم شوہر اگر شوہر کا فطرہ ادا کر دیا تو ادا نہ ہوگا۔ (بہارِ شریعت، حصہ پنجم، ص ۷۳، مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ، کراچی)۔

(۱۲) عید الفطر کی صبح صادق طلوع ہوتے وقت جو صاحب نصاب تھا اُسی پر صدقۂ فطر واجب ہے۔ اگر صبح صادق کے بعد صاحب نصاب ہوا تو اب واجب نہیں۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۱۹۲، کوئٹہ)

(۱۳) صدقۂ فطر ادا کرنے کا افضل وقت تو یہی ہے کہ عید کو صبح صادق کے بعد عید کی نماز ادا کرنے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔ اگر چاند رات یا رمضان المبارک کے کسی بھی دن بلکہ رمضان شریف سے پہلے بھی اگر کسی نے ادا کر دیا تب بھی فطرہ ادا ہو گیا اور ایسا کرنا بالکل جائز ہے۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۱۹۲، کوئٹہ)

(۱۴) اگر عید کا دن گزر گیا اور فطرہ ادا نہ کیا تھا تب بھی فطرہ ساقط نہ ہوا۔ بلکہ عمر بھر میں جب بھی ادا کریں ادا ہی ہے۔ (ایضاً)

(۱۵) صدقۂ فطر کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے ہیں۔ یعنی جن کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں انہیں فطرہ بھی دے سکتے ہیں اور جن کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے اُن کو فطرہ بھی نہیں دے سکتے۔ (عالمگیری، ج ۱، ص ۱۹۴، کوئٹہ)

(۱۶) ساداتِ کرام کو صدقۂ فطر نہیں دے سکتے۔

صدقۂ فطر کی مقدار آسان لفظوں میں

"ایک سو پچھتر روپے اٹھنی بھر" (یعنی دو سیر تین چھٹانک آدھا تولہ، یا دو کلو اور تقریباً پچاس گرام) وزن گیہوں یا اُس کا آٹا یا اتنے گیہوں کی قیمت ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہے۔

راست گفتاری

علامہ محمد افضل منیر، ایم اے

راست گفتاری کا معنی ہے۔ سچ بولنا۔ جسے سچائی سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ سچائی ایک ایسا وصف ہے، جو افراد، معاشرہ اور اقوام کی ترقی اور عروج میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔ اسی وصف کی بناء پر ہم باہمی اعتماد حاصل کر سکتے ہیں اور باہمی اعتماد ہی افراد اور اقوام کی طاقت کا راز اور ان کی مضبوطی کی ضمانت ہوتا ہے۔ اسی باہمی اعتماد کی بدولت ہی قوم اپنے دشمن کے سامنے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار ثابت ہو سکتی ہے۔ جبکہ اس کے فقدان کے باعث کوئی قوم بھی ترقی کی شاہراہ پر گامزن نہیں ہو سکتی بلکہ اس کے تمام وسائل اور ذرائع ریت کے گھروندے ثابت ہو جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے سچائی پر بہت زیادہ زور دیا ہے اور اس کے برعکس جھوٹ اور دروغ گوئی کو بہت برا مانا جاتا ہے، بلکہ جھوٹ بولنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت آئی ہے۔

ہمارے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے بزدلی اور بخل جیسے عیبوں کے بارے میں پوچھا کہ کیا کسی مسلمان میں یہ عیوب ہو سکتے ہیں تو آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ لیکن جب آپ سے پوچھا گیا کہ کیا مسلمان جھوٹ بول سکتا ہے؟ تو آپ نے فوراً فرمایا کہ نہیں! مسلمان کی یہ شان نہیں کہ جھوٹ بولے (مؤطا امام مالک باب، مَا جَآءَ فِي الصِّدْقِ وَالْكِذْبِ)

آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا فرمان ذی شان ہے کہ مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ۔ یعنی جب آدمی اسلام قبول کر لیتا ہے، تو اس کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی اور بے ہودہ چیزوں کو ترک کر دیتا ہے اور یقیناً جھوٹ بولنے کی عادت ایک نہایت قبیح اور بے ہودہ عادت ہے اور حقیقت یہ ہے کہ جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ کیونکہ ایک جھوٹ کو چھپانے کیلئے پھر کئی اور جھوٹ بولنے پڑتے ہیں جس سے انسان کا ضمیر مردہ ہو جاتا ہے جبکہ سچ بولنے والے انسان کا ضمیر مطمئن اور مسرور رہتا ہے اور سچ بولنے کی برکت سے بیشتر برائیاں اس سے ازخود ختم ہو جاتی ہیں۔

ایک حدیث شریف کا واقعہ ہے کہ ایک آدمی بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوا۔ عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ میں چار بری خصلتیں ہیں۔ ایک یہ کہ میں بدکار

ہوں، دوسری یہ ہے کہ مجھے چوری کی عادت ہے اور تیسری یہ کہ میں شراب بھی پیتا ہوں اور چوتھی یہ کہ میں جھوٹ بھی بولتا ہوں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے لئے ان میں سے ایک خصلت کو ترک کر سکتا ہوں۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جھوٹ بولنا چھوڑ دو۔

چنانچہ اس نے وعدہ کر لیا کہ آئندہ جھوٹ بولنے والی عادت ترک کر دوں گا اور ہمیشہ سچ بولوں گا۔ یہ وعدہ کر کے وہ گھر چلا گیا، رات ہوئی تو حسب معمول اس نے بدکاری کا ارادہ کیا۔ پھر فوراً خیال آیا کہ میں جب صبح کو بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوں گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے پوچھیں گے کہ رات کیسے بسر کی، تو اگر جھوٹ بولا تو وعدہ خلافی ہوگی اور سچ بتا دیا تو مجھ پر حد نافذ ہوگی۔ لہٰذا وہ اس ارادے سے رُک گیا۔ پھر تھوڑی دیر گزری تو چوری کی عادت نے انگڑائی لی۔ اور چوری کرنے کے لئے گھر سے نکل پڑا۔ لیکن فوراً یہ خیال آیا کہ کل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں جب حاضری ہوگی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم شب گزشتہ کے بارے میں پوچھیں گے۔ اگر جھوٹ بولا تو وعدہ خلافی ہوگی، اور سچ بتایا تو چوری کی سزا کے طور پر ہاتھ کاٹا جائے گا، جس کے نتیجے میں ایک ہاتھ سے میں محروم ہو جاؤں گا۔ پھر میرا ایک ہاتھ کٹا ہوا دیکھ کر سب لوگ مجھے ملامت کریں گے۔ یہ کٹا ہوا ہاتھ گویا میرے جرم کا چلتا پھرتا اشتہار بن جائے گا۔ یہ سوچ کر وہ اس جرم سے بھی باز آ گیا۔ یہی صورت حال اس وقت پیش آئی جب اس نے شراب پینے کا ارادہ کیا۔ لہٰذا بالآخر سچ بولنے کی عادت اپنانے کی برکت سے تمام برائیوں سے اسے نجات حاصل ہوگئی۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

اَلصِّدْقُ یُنْجِیْ وَالْکِذْبُ یُھْلِکُ۔

یعنی سچ نجات دیتا ہے اور جھوٹ ہلاک کرتا ہے۔

جھوٹ بولنا منافقوں کا شیوہ اور ان کی خصوصیات میں سے ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں منافق کی تین علامتیں بتائی گئی ہیں۔

۱۔ جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔ ۲۔ جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے۔

۳۔ جب اسے کوئی امانت سونپی جائے تو اس میں خیانت کرے۔

(صحیح بخاری، کتاب الایمان، وکتاب الادب)

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں آپ کا ایک واقعہ یوں آیا ہے کہ آپ ایک دفعہ کشتی میں سفر کر رہے تھے۔ آپ کے پاس پانچ سو دینار تھے۔ کشتی میں سوار کسی آدمی نے دیکھ لئے۔ اس نے یہ دینار حاصل کرنے کے لئے ایک چال چلی کہ تھوڑی دیر بعد اس نے شور مچا دیا کہ میرے پاس پانچ سو دینار تھے، وہ گم ہو گئے ہیں۔ یقیناً کشتی میں سوار کسی شخص نے چوری کر لئے ہیں۔ چنانچہ سب لوگوں کی تلاشی لی گئی۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی بھی تلاشی لی گئی۔ لیکن کسی کے پاس سے دینار دستیاب نہ ہوئے۔ جب سفر ختم ہوا۔ کشتی کنارے لگی، سب مسافر اپنی اپنی راہ چلنے لگے، تو وہ مکار بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلنے لگا آگے بڑھ کر آپ سے پوچھنے لگا کہ آپ کے پاس ۵۰۰ (پانچ سو) دینار تھے، آپ نے وہ کدھر کیے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تو نے دینار چوری ہونے کا اعلان کیا تھا تو میں نے وہ دریا میں پھینک دیئے تھے۔

وہ شاطر کہنے لگا۔ اتنی بھاری رقم آپ نے دریا میں کیوں پھینک دی تھی، آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو جھوٹ کی تہمت سے بچانے کے لئے یہ اقدام کیا تھا۔ کیونکہ تلاشی کے وقت اگر میرے پاس سے نکل آتے، تو تُو کہتا کہ یہ دینار میرے ہیں اور میں کہتا کہ یہ میرے ہیں، تو کوئی مجھے سچا بھی بے شک کہتا لیکن کوئی نہ کوئی ضرور مجھے جھوٹا بھی گمان کرتا۔ اس لئے میں نے اپنے آپ کو جھوٹ کی تہمت سے بچانے کے لئے اسی میں بہتری سمجھی کہ یہ دینار دریا برد کر دوں تا کہ میرے دامنِ عمل پر جھوٹ کا دھبہ نہ لگ جائے۔

آپ اندازہ فرمائیں کہ ہمارے اکابرین کس قدر جھوٹ سے اجتناب اور سچ کا انتخاب فرمایا کرتے تھے۔ اتنی بڑی خطیر رقم کو دریا میں پھینک کر ضائع کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ لیکن حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نقصان برداشت کر لیا مگر اپنی ذات پر جھوٹ کا داغ نہیں لگنے دیا، جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جھوٹ بولنا تو کجا، جھوٹ کی تہمت لگنا بھی اس قدر خطیر رقم کے ضائع ہونے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

حضرت امام صاحب کی اسی پارسائی اور تقویٰ کا یہ صلہ آپ کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ملا ہے کہ آپ کی کتاب صحیح بخاری کو قرآنِ کریم کے بعد زیادہ صحیح ہونے کا درجہ ملا ہے۔ تمام ائمہ حدیث نے متفقہ کہا کہ

ان اصح الکتب بعد کتاب اللہ الجامع الصحیح للبخاری۔

(کتاب اللہ (قرآنِ کریم) کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب امام بخاری
کی الجامع الصحیح ہے)۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو جھوٹ سے انتہائی نفرت تھی۔ ایک دفعہ آپ نے صرف ایک حدیث سننے کے لئے دور دراز کا سفر طے کیا۔ راستے کی صعوبتیں اور تکلیفیں برداشت کیں۔ جس شخص سے حدیث کی سماعت کرنا تھی جب اسکے گھر پہنچے تو معلوم ہوا کہ اس کا گھوڑا بھاگ گیا ہے اور وہ اس کو تلاش کرنے کے لئے باہر نکلا ہوا ہے۔ چونکہ آپ حدیث کی سماعت کرنے کیلئے بے تاب تھے۔ اس لئے آپ بھی اسی سمت نکل گئے۔ جدھر وہ آدمی گیا تھا۔ دور ایک آدمی نظر آیا، جس نے دامن کو سمیٹ کر اوپر اٹھایا ہوا تھا گویا کہ دامن میں کوئی چیز اٹھائی ہے اور اپنی مخصوص آواز میں گھوڑے کو بلا رہا تھا۔ لوگوں نے اشارے سے بتا دیا کہ یہی وہ شخص ہے جس کی آپ کو تلاش ہے۔

آپ جب اس کے قریب پہنچے دیکھا تو وہ خالی دامن کو سمیٹ کر اپنے گھوڑے کو بلا رہا تھا، اور جھوٹ موٹ یہ ظاہر کر رہا تھا کہ اس کے دامن میں گھوڑے کے کھانے کی کوئی چیز موجود ہے۔ آپ نے جب یہ کیفیت دیکھی تو، اس شخص سے حدیث سنے بغیر واپس چلے گئے۔

کسی نے پوچھا۔ حضرت امام! آپ نے تو اس قدر دور دراز سفر کی تکلیف برداشت کی ہے۔ اب حدیث کی سماعت تو کر لیتے، آپ نے فرمایا کہ میں ایسے شخص سے حدیث کی سماعت نہیں کروں گا جو اس طرح دھوکا اور فریب کرتا ہو۔

سچ بولنے سے اللہ اور اس کا رسول بھی راضی، اپنا ضمیر بھی مطمئن اور مسرور۔ علاوہ ازیں معاشرے میں سچ بولنے والے کی عزت اور قدر و منزلت میں اضافہ ہوتا ہے۔ لوگ اس پر اعتماد و اعتبار کرتے ہیں اور اسے عزت و قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ہمارے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب توحید کا اعلان فرمانے کا ارادہ فرمایا تو لوگوں کو جمع فرما کر ان سے پوچھا۔ اے لوگو! میں نے تم میں ایک عمر گزاری ہے۔ تم لوگوں نے مجھے کیسا پایا؟

تو سب نے یک زبان یہ کہا:

اِنَّا قَدْ وَجَدْنَاکَ صَادِقًا وَّ اَمِیْنًا۔

(تحقیق، ہم نے آپ کو ہمیشہ سچ بولنے والا اور امین پایا)۔

سچائی کی برکت اور اس کا فائدہ سچ بولنے والے کی اپنی ذات کو تو ہوتا ہے۔ لیکن اس کے

اس عمل سے معاشرے کے افراد بھی برکات حاصل کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک قافلے میں سفر کر رہے تھے۔ آپ ابھی کمسن بچے ہی تھے۔ آپ کی والدہ محترمہ نے گھر سے رخصت کرتے وقت چالیس دینار آپ کی آستین میں سی دیئے تھے تاکہ راستے کی ضروریات میں کام آئیں۔ الوداع کرتے ہوئے والدہ محترمہ نے آخری نصیحت کے طور پر وصیت کی کہ بیٹا، ہمیشہ سچ بولنا۔

اور پھر قافلہ کے سپرد کرتے ہوئے فرمایا: فی امان اللہ۔

قافلے کا گزر ایک جنگل سے ہوا تو ڈاکوؤں نے گھیر لیا اور قافلے کا سارا سامان اور مال و متاع لوٹ لیا۔ ایک ڈاکو جناب سیدنا عبدالقادر جیلانی کے پاس سے گزرا۔

اس نے پوچھا۔ او لڑکے! تمہارے پاس کوئی رقم ہے؟

آپ نے فرمایا: ہاں! میرے پاس چالیس دینار ہیں۔

پوچھا: کہاں ہیں؟

فرمایا: میری امی جان نے میری آستین میں سی دیئے ہیں۔

اس ڈاکو نے دیکھا تو واقعی چالیس دینار موجود تھے۔ وہ آپ کے اس طرح سچ بولنے سے بہت حیران ہوا۔ وہ آپ کو اپنے سردار کے پاس لے گیا اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ سردار نے کہا۔ بیٹا! لوگ تو ہم سے جھوٹ بول کر اپنا مال چھپاتے ہیں اور تمہارے پاس تو رقم اس طرح محفوظ طریقے سے سلی ہوئی تھی کہ اگر تم نہ بتاتے تو کسی کو خبر بھی نہ ہوتی۔ تم نے سچ بول کر اپنا نقصان کیوں کیا۔

آپ نے فرمایا: میری امی جان نے مجھے رخصت کرتے ہوئے یہ رقم میری آستین میں سی کر فرمایا تھا:

"بیٹا! ہمیشہ سچ بولنا!"

تو میں اپنی والدہ کے حکم کی نافرمانی کیسے کر سکتا ہوں۔

آپ کے یہ کلمات گویا تیر بن کر سردار کے دل میں پیوست ہو گئے۔ گہری سوچوں میں ڈوب گیا۔ آنکھوں سے ندامت کے آنسو بارش کی طرح ٹپ ٹپ برسنے لگے، سر بگریباں ہو کر دل میں کہنے لگا۔ آفرین ہے، اس بچے پر کتنا نیک بخت اور سعادت مند ہے یہ بچہ! جو اتنی چھوٹی عمر ہونے کے باوجود اپنی ماں کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتا، اور میں کس قدر بدبخت اور شقی ہوں کہ اس

قدرے پختہ عمر ہونے اور عقل و دانش رکھنے کے باوجود بھی دن رات اپنے مالک حقیقی کی نافرمانی میں نہ صرف خود مشغول ہوں بلکہ اپنے کارندوں کو بھی اسی کام میں مصروف رکھا ہوا ہے، تو گویا ان کی بداعمالیوں کا وبال اور بوجھ بھی مجھ پر ہی ہوگا۔

نیک بختی اور سعادت ازلی نے یاوری کی۔ بدن نے جھرجھری لی۔ سر اٹھایا۔ تمام ساتھیوں کو بلایا، اور حکم دیا:

"اس قافلہ کا جو مال تم نے لوٹا ہے، وہ واپس کرو۔ میں بھی اپنے مالک حقیقی رب ذوالجلال کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور تم لوگ بھی اس کی بارگاہ میں سرنگوں ہو جاؤ۔"

حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی کے سچ بولنے کی برکت سے اوروں کو بھی فائدہ ہوا کہ ڈاکو راہِ راست پر آ گئے۔

اگرچہ سچ بولنے پر بعض اوقات تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن بالآخر اس کا فائدہ ضرور ملتا ہے۔ دنیا میں نہ سہی، آخرت میں رب ذوالجلال کی بارگاہ سے اجر عظیم سے نوازا جاتا ہے۔

جھوٹ بول کر بندہ دنیا کا عارضی فائدہ تو بسا اوقات حاصل کر لیتا ہے۔ مگر وہ اس بات سے بے خبر ہے کہ اس کا وبال کس قدر بڑا ہے کہ اس کے مقابلے میں دنیا کا یہ عارضی فائدہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ جھوٹ بولنے والا شخص معاشرے میں اپنا اعتماد اور وقار کھو دیتا ہے۔ لوگوں کی نظروں میں وہ بے حیثیت اور بے وقعت بن کر رہ جاتا ہے۔ اس کی بات بے وزن ہو جاتی ہے، معاشرے میں اس کا وجود قابل نفرین و باعث ملامت بن جاتا ہے۔

ایک چرواہے کا واقعہ تو بہت مشہور ہے، جو جنگل میں اپنی بکریوں کے ریوڑ کے ساتھ رہتا تھا۔ نہ جانے اسے کیا سوجھی کہ ایک دن اس نے شور مچایا، "شیر آیا، شیر آیا۔"

لوگ اس کی مدد کے لئے لاٹھیاں اور ڈنڈے لے کر وہاں پہنچے، تو وہ ہنسنے لگا، کہنے لگا، میں نے تو محض مذاق کیا تھا۔

اس کے بعد دو مرتبہ پھر اس نے یہی حرکت کی۔ ایک دن واقعی شیر آ گیا۔ اس نے بڑا واویلا کیا۔ لوگوں کو مدد کے لئے پکارا۔ اپنی بے بسی اور بے کسی کی دہائی دی۔ مگر اس بار کسی نے اس کی

طرف توجہ نہ دی، اس کی دہائی اور نالہ و فریاد پر یقین نہ کیا، لوگ یہی سمجھے کہ یہ اب بھی جھوٹا واویلا کر رہا ہے۔ اس دفعہ شیر چرواہے سمیت کئی بکریوں کو بھی ہلاک کر گیا۔

چرواہے کی موت اور بکریوں کی ہلاکت اس کے جھوٹ بولنے کی عادت کی وجہ سے تھی۔ لوگوں نے یہی خیال کیا کہ یہ ہمارے ساتھ حسب معمول ٹھٹھا مذاق کر رہا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ خود بھی جان سے ہاتھ دھو بیٹھا اور بکریوں کو بھی شیر کا لقمہ بنا دیا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات کو سچائی کے وصف سے متصف کر کے متعارف کرایا۔ فرمایا:

وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا۔

(اور اللہ سے زیادہ سچ بولنے والا کون ہو سکتا ہے)۔

اور اپنے انبیاء کرام کو بھی سچائی کا نمائندہ بنا کر بھیجا جیسے حضرت ادریس علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ اِدْرِيْسَ ز اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا o

(اور کتاب میں ادریس کا ذکر دیکھو، بے شک وہ صدیق نبی تھے)۔

اسی طرح تمام انبیاء کرام میں سچائی کی صفت کو نمایاں کر کے بیان فرمایا:

سچائی کی اصل روح یہ ہے کہ انسان کی زبان اور دل دونوں ہم آہنگ ہوں۔ اگر انسان کی زبان سے کوئی بات ایسی نکلے جو بظاہر ٹھیک ہو۔ اگرچہ اسے سچ کہنا اور ماننا چاہئے، مگر اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو جھوٹا کہا ہے، جس کے دل اور زبان میں یکسانیت نہ ہو۔

سورۂ منافقین میں مذکور ہے کہ منافقین جب بارگاہ رسالت میں حاضری دیتے تو کہتے۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ منافقین کا یہ قول اگرچہ حقیقت واقعہ کے مطابق تھا۔ مگر ان کا یہ زبانی قول ان کی قلبی کیفیت سے چونکہ ہم آہنگ نہ تھا، اس لئے اللہ تعالیٰ نے واضح اعلان فرما دیا۔

وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ o

(اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ منافقین جھوٹ بول رہے ہیں)۔

آج ہم جب اپنے معاشرے پر نظر ڈالتے ہیں تو تقریباً سارا معاشرہ جھوٹ بولنے کی

بیماری میں مبتلا ہے اور بعض لوگ تو ایسے ٹیکنیکل طریقے (مہارت) سے جھوٹ پر سچائی کا خول چڑھا دیتے ہیں کہ الامان والحفیظ۔ سچ اور جھوٹ میں فرق کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ہمیں اپنے گریبان میں جھانکنے کی ضرورت ہے۔

آج اس دنیا میں ہم جھوٹ کے وبال سے بچ بھی گئے تو کل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے جب جوابدہ ہوں گے اور سچ اور جھوٹ نکھر کر سامنے آ جائے گا، تو اس وقت ہم کیا کریں گے۔ اس روز تو بندے کے اپنے اعضاء بھی سلطانی گواہ بن کر بندے کے خلاف سب کیا دھرا بتا دیں گے اور انسان کے پاس کوئی مجالِ انکار نہ ہوگی۔ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر سامنے آ جائیگا۔

اہلِ حق کی زندگیاں ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ ان کے ہزاروں عبرت آموز واقعات ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم ان سے سبق سیکھیں اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)۔

دعائے صحت کی اپیل

ماہنامہ کاروانِ قمر کے مستقل خریدار، ایک محسن، مہربان اور قدردان انسان

جماعتِ اہلسنت پاکستان کراچی حلقہ بلدیہ ٹاؤن کے امیر،

ادارہ تدریس القرآن کے مہتمم

حافظ عبدالمجید بندیالوی مدظلہ العالی

روڈ کراس کرتے ہوئے تیز رفتار موٹر سائیکل کی ٹکر سے زخمی ہو گئے ہیں۔

ان دنوں زیرِ علاج ہیں۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ حافظ صاحب کی

جلد صحت یابی کی دعائیں فرمائیں، اجر پائیں۔

(التماس گزار: فرحان قادری، کراچی)

شکر گزاری

شہید میاں عبدالرشید

بعض لوگ زندگی کو اپنے لئے بوجھ اور دوسروں کے لئے مصیبت بنائے رکھتے ہیں۔ اس بیماری کا علاج شکر گزاری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ہم پر اتنے احسانات ہیں کہ اگر دنیا کے سارے درختوں کے قلم بنا لئے جائیں اور سات سمندر سیاہی میں تبدیل ہو جائیں تو بھی اللہ تعالیٰ کے احسانات کا تذکرہ ختم نہ ہو۔ ہماری بقاء کے لئے ہر قسم کی غذا مہیا فرمائی۔ زمین میں اجناس اور پھل اگانے کی صلاحیت رکھی۔ آسمان سے پانی اتارا۔ زمین کے اندر سے پانی کے چشمے جاری کر دیئے۔ پانی میں یہ تاثیر رکھی کی اس کی برکت سے مٹی کے اندر سے سبزہ اور سبزیاں اور پھل اور اجناس پیدا ہوتے ہیں۔ سورج کی شعاعوں میں یہ قوت رکھی کہ وہ انہیں بڑھاتی اور پکاتی ہیں۔ جو کچھ ہم کھاتے ہیں اسی کے دیئے ہوئے میں سے کھاتے ہیں۔ اس کا جتنا شکر بجالائیں کم ہے۔

پانی بھی کیا چیز بنا دی۔ دو ہواؤں کا مرکب ہے، مگر ان سے مختلف اور تاثیر میں زندگی بخش۔ پی لو پیاس بجھ جائے۔ نہا لو تازہ دم ہو جاؤ۔ بدن کے کپڑے دھولو، تو غلاظت ختم۔ کھیتوں اور باغوں کو سیراب کرلو تو غذا پالو۔ پھر اسے عام کر دیا۔ دریاء بہا دیئے۔ چشمے نکالے۔ بارش سے پانی برسایا، زمین کے اندر پانی رکھ دیا۔ ذرا کھودو اور میٹھے پانی کا کبھی ختم نہ ہونے والا ذخیرہ پالو۔

سانس لینے پر زندگی موقوف ہے اور ہر دم سانس لینے کی ضرورت پڑتی ہے۔ ہوا کو عام کر دیا۔ جہاں جائیں پاکیزہ ہوا موجود ہے یہ الگ بات ہے کہ ہم نے ترقی کر کے ہوا کو آلودہ اور پانی کو غلیظ کر دیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اجناس کو بھی زہریلی کھادوں سے زہرناک بنا لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لئے یہ کائنات تخلیق فرمائی، جس میں ہر طرف حسن ہی حسن ہے۔ ہر انسان اس کی حسین آغوش میں آنکھ کھولتا ہے۔ اس کے شفقت آمیز ماحول میں اپنی صلاحیتوں کو چمکاتا اور پروان چڑھاتا ہے اور پھر یہیں اپنی قوتوں کو بروئے کار لا کر اپنی شخصیت کی تکمیل کرتا ہے۔

اس کے لئے دن ہنگامہ آرائیوں کا پیغام لاتے ہیں اور راتیں سکون آفرینیوں کا۔ ہر روز ایک تجلی اور حسین صبح اس کے خیر مقدم کے لئے موجود ہوتی ہے۔ ہر چاشت اسے دعوت عمل دیتی ہے۔ ہر دوپہر اسے ترقی کے نصف النہار کی طرف بلاتی ہے۔ ہر شام اپنی تمام رنگینیوں کے ساتھ اسے رخصت کرنے آتی ہے تاکہ وہ رات کو آرام کر کے اگلی صبح کے لئے تیار ہو جائے۔

انسان باہر نکلتا ہے تو پھول اس کے لئے جنت نگاہ بنتے ہیں، درخت اس کے لئے سایہ مہیا کرتے ہیں۔ پودے اسے پھل پیش کرتے ہیں۔ حیوانات سواری کے لئے حاضر ہو جاتے ہیں۔ بلند پہاڑ اس کی تعظیم کے لئے اٹینشن کھڑے ہوتے ہیں۔

ذرا تصور کیجئے!

قرآنِ پاک میں ارشاد ہے کہ انسان اپنی پیدائش ہی پر غور کرے۔ موجودہ طریق تولید نہایت معیاری طریق ہے۔ اس سے ایسی اولاد پیدا ہوتی ہے، جو اپنے والدین سے بھی مختلف ہوتی ہے اور آپس میں بھی مختلف ہوتی ہے۔ نیز اولاد میں اپنے والدین کے خصائص آگے لے جانے کے زیادہ مواقع ہوتے ہیں۔ ہمیں افزائش نسل کے موجودہ جنسی طریق کار کا شکر گزار ہونا چاہئے کہ اس نے آباء واجداد کی دو مختلف سمتوں کے خصائص سے مختلف ٹکڑے اکٹھے کئے اور انہیں ایک نئے وجود میں جمع کر دیا۔ اگر انسانوں میں "ایموبا" ہی کے طریق کے مطابق اضافہ ہوتا تو ہر شخص اپنی والدہ کی ہو بہو نقل ہوتا اور سب لوگ تقریباً ایک جیسے ہوتے۔ اس صورت میں ہم اپنی موجودہ شاندار بدنی ترقی کے علاوہ اس تنوع سے بھی محروم رہ جاتے جو کارخانہ حیات کی جان ہے، مگر حق تعالیٰ نے بکمال رحمت و شفقت انسان کو قسم قسم کا پیدا کیا۔ (سورۃ ۱۷: آیہ ۱۴)

اب ہر نئے بچے کے لئے اپنے پیچھے ماں اور باپ دونوں کی جانب سے وراثت کے طویل سلسلے رکھنے کے باعث ترقی کے لامحدود امکانات موجود ہیں اور ان سے فائدہ اٹھانا یا نہ اٹھانا اس کے اپنے اختیار میں ہے۔

انسانی بدن حیرت انگیز کمال کا نمونہ ہے۔ یہ اعلیٰ درجہ کی آٹومیٹک مشین ہے، جس کی چھوٹی موٹی مرمت بھی خود بخود ہوتی جاتی ہے۔ ہم انسانی جسم کو اعلیٰ منظم مثالی معاشرہ سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ اس کی بنیادیں اور ستون ہڈیوں کا پنجرہ ہے، جس پر باقی سب کچھ تعمیر کیا گیا ہے اس ڈھانچے کے اندر مختلف خاندان یا گروہ ہیں، جو سارے بدن کے مشترکہ مفاد کے لئے ایک دوسرے

سے تعاون کرتے ہیں۔ ان میں بڑے بڑے گروہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ خوراک ہضم کرنے اور فضلہ خارج کرنے کا نظام
۲۔ سانس لینے کا نظام۔
۳۔ گردش خون کا نظام۔
۴۔ غدودی نظام۔
۵۔ افزائش نسل کا نظام۔

ہمارے جسم اور بیرونی دنیا میں بہت مشابہت ہے۔ قدیم صوفیاء انسان کو عالم اصغر اور کائنات کو عالم اکبر کہتے ہیں، جس طرح دنیا میں بڑے طاقتور ممالک بھی ہیں اور چھوٹے چھوٹے کمزور ممالک بھی۔ اسی طرح جسم میں دل، پھیپھڑے اور دماغ بڑی طاقتیں ہیں اور جس طرح دنیا میں اگر کوئی ملک برے حالات سے دوچار ہو جائے، تو اس کا اثر دوسرے ممالک پر پڑتا ہے، اسی طرح اگر کوئی عضو بیمار ہو جائے تو اس سے سارا بدن متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا مگر ایسے اچانک حالات سے نپٹنے کے لئے قدرت نے بہت سے دانشمندانہ انتظامات کر رکھے ہیں۔

کریم اور قدیر پروردگار ہمیں شاکر اور صابر بندہ بننے کی توفیق دے۔ (آمین)

شیخ القرآن علامہ محمد منظور احمد چشتی علیہ رحمۃ الباری

ابو البیان محمد جمیل الرحمن سعیدی

علیم اور خبیر پروردگار جل جلالہ نے اپنے دین کی خدمت کے لئے جن خوش نصیبوں کو چنا اور اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہونے والی بے مثال کتاب قرآن مجید کی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے جن عالی بختوں کا انتخاب کیا اُن میں ایک بڑا اور نمایاں نام علامہ محمد منظور احمد چشتی کا بھی ہے، جنہیں علمی اور تدریسی دنیا میں ''شیخ القرآن'' اور ''شیخ المدرسین'' کے بلند پایہ القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت شیخ القرآن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تقریباً ۱۹۳۳ء میں قصبہ ''اعوان والا'' (ضلع بھکر اپنے والد گرامی قدر حافظ غلام محمد صاحب نون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے کاشانہ اقدس میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی، اس کے بعد ''ڈھڈیاں والا'' میں مولوی غلام محمد سے درسِ نظامی شروع کیا۔ اسی اثناء میں فارسی کتب مولانا محمد عظیم صاحب کے پاس پڑھیں۔ قصبہ ''حسن والا'' میں مولانا نور محمد پھر ترکھاناں والا کلور کوٹ میں مولانا غلام حسین صاحب اور بہاولپور جامع مسجد میں بھی زیر تعلیم رہے۔ وسطانی کتب ملتان کے معروف مدرسہ خیر المدارس میں مولوی خیر محمد جالندھری اور مولوی عبدالشکور جالندھری وغیرہ سے پڑھیں۔ اس کے بعد ''سلانوالی'' چلے گئے جہاں مرزائی عالم مرزا منور اور پھر راولپنڈی راجہ بازار میں مولوی غلام اللہ خاں ہر دو سے دورۂ تفسیر قرآن پڑھا۔

کچھ منتہی کتب کے لئے آپ نے حضرت عمدۃ المدرسین علامہ محمد حسین شوق (پپلاں میانوالی) رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بھی زانوئے تلمذ طے کئے اور دورۂ حدیث شریف جامعہ رضویہ (لائل پور) فیصل آباد میں حضرت سلطان المناظرین محدث اعظم پاکستان علامہ ابو الفضل محمد سردار احمد صاحب رضوی نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ سے پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

دورانِ تعلیم ہی افہام و تفہیم، اسباق کی تکرار کے علاوہ درسی کتب کی تدریس جاری رہی لیکن تعلیم سے فراغت کے بعد باقاعدہ آپ میدان تدریس میں اترے تو اوکاڑہ میں جامعہ اشرف

المدارس قصور میں، جامعہ حنفیہ، پاک پتن میں سرائے بسم اللہ، شیخوپورہ میں گھنگ شریف، منڈی عارف والہ، خانیوال میں جامعہ مسجد اور کہروڑ پکا میں جامعہ غوثیہ مجموعی طور پر بائیس (۲۲) سالہ مسندِ تدریس پر علمی شہسوار کی حیثیت سے فائز رہے۔

شیخ القرآن علامہ محمد منظور احمد چشتی، محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کے اُن مایۂ ناز تلامذہ میں سے ایک تھے جنہوں نے مدرسین کی ایک کھیپ تیار کی اور آج مدارسِ اہلسنت میں بالواسطہ یا بلاواسطہ اُن کے شاگرد مسندِ تدریس کی زینت ہیں۔ یہاں کراچی کے ممتاز اور معروف دینی ادارے ''دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ'' میں شیخ القرآن علیہ الرحمۃ والرضوان کے تلمیذِ رشید مفتی محمد عبدالعزیز سیالوی برسوں سے درسِ نظامی کے منتہی اسباق پڑھا رہے ہیں۔ ''حیاتِ محدثِ اعظم'' کے مؤلف ذی شان، برادرِ ذی اکرام حافظ محمد عطاء الرحمٰن نے سچ لکھا تھا کہ:

> ''شیخ المدرسین علامہ محمد منظور احمد کا تعلق نواں جنڈانوالہ سے ہے۔ حضرت محدثِ اعظم کے نامور مدرس تلامذہ میں سے ہیں۔ درسیات کا بہتا ہوا دریا ہیں۔ جامعہ رضویہ مظہر اسلام میں حضرت محدث اعظم سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ آپ سینکڑوں مدرس علماء کے استاذ ہیں اور آپ کے تلامذہ مسندِ تدریس کی زینت ہیں۔'' (حیاتِ محدثِ اعظم، صفحہ ۳۶۹)

آپ کا ایک امتیاز تو یہ تھا کہ آپ کی بارگاہ میں آنے والا ثقہ مدرس بن کر نکلتا اور آپ کا ایک اعزاز یہ تھا کہ آپ سے فیض پانے والا خوددار اور باکردار انسان بن کر عملی دنیا میں قدم رکھتا۔ نیز آپ نے تعطیلات کے دوران ملک کے طول و عرض میں ''دورۂ تفسیر قرآن'' کا مبارک سلسلہ شروع کیا۔ چنانچہ آپ نے ہارون آباد، اڈہ مرید والا، خانیوال، فیصل آباد، ملتان، سیالکوٹ، ساہیوال اور کراچی وغیرہ میں دورۂ تفسیر قرآن پڑھایا۔ آپ کے معاون مولانا ارشاد احمد صاحب دامت فیوضہم آپ کے ہمراہ ہوتے۔ کمال یہ ہے کہ آپ اس کا کوئی معاوضہ قبول نہ فرماتے، حد یہ ہے کہ کرایہ آمدورفت بھی اپنی جیب سے خرچ کرتے۔ مدارس کے سربراہان تحائف کی صورت میں خدمت کی کوشش کرتے تو منع فرما دیتے۔ ایسے بے لوث بے غرض اور مخلص و بے ریا لوگ اب ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملتے۔

مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں حضرت شیخ القرآن کے اُن تلامذہ میں شمار ہوتا ہوں

جنہوں نے آپ سے ''دورۂ تفسیر قرآن'' پڑھا، اور آپ کے ملفوظات کو قلمبند کیا۔ مجھے یاد ہے کہ آپ نے ''بسم اللہ الرحمن الرحیم'' کے حرف ''ب'' پر علمی نکات بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اس میں ''ب'' (جار) دو جملوں کو آپس میں ملاتی ہے یعنی اس کا کام افاضہ ہے، ماقبل کے حکم کو مابعد تک پہنچانا افاضت ہے جیسے مررت بزید یہ اشارہ ہے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف کہ آپ خالق اور مخلوق کے مابین واسطہ اور وسیلہ ہیں۔ اُدھر خالق سے فیض لیتے ہیں اور اِدھر مخلوق تک پہنچاتے ہیں، مزید فرمایا:

''ب'' کے نیچے کسرہ یعنی زیر ہے۔ یہ خضوع اور عجز پر دال ہے۔ یعنی اس میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تک انسان کی رسائی تب ہوگی جب انسان عاجزی، انکساری اور خشوع وخضوع اختیار کرے۔''

مزید فرمایا:

''بسم اللہ'' کلام کے لئے مبدأ ہے اجمال مابعد اس کی تفصیل۔ قبل از تفصیل تمام قرآن کا اجمالی مفہوم اس میں موجود ہے۔ جیسے درخت کا بیج ہوتا ہے، اجمال قبل از تفصیل۔ بسم اللہ بھی اجمال اور اصل کے حکم میں ہے۔ ہمارے اور تمہارے لئے تعلیم ہے۔ یعنی ابتداء کرو تو کیسے؟ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث ہے:

''کل امر ذی بال لم یبداء ببسم اللہ فھو ابتر

(ہر وہ ذی شان کام جو بسم اللہ سے شروع نہ ہو وہ بے برکت ہوتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ جل جلالہ شیخ القرآن علیہ الرحمۃ والرضوان کی قبر پر رحمتوں کا مینہ برسائے، اُن کے تلامذہ کو اُن کا مشن پایۂ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق دے۔ (آمین)

جامع مسجد گلزارِ مدینہ کے خطیب، نیک سیرت، پاک صورت
مولانا سید محمد مسعود شاہ صاحب ترمذی کا
خوش نصیب شہزادہ، صاحبزادہ سید محمد مقصود شاہ رضا! حافظِ قرآن بن گیا

ماہنامہ کاروانِ قمر کے مستقل قاری، عالم باعمل، ایک مہربان اور قدردان انسان حضرت مولانا سید محمد مسعود شاہ ترمذی کے لختِ جگر، نورِ نظر، دعاؤں کے ثمر صاحبزادہ سید محمد مقصود شاہ رضا کے حفظِ قرآن مکمل ہونے کی خوشی میں ایک شاندار اور یادگار تقریب کا اہتمام کیا گیا۔ یہ ۲/ اگست ۲۰۰۸ء کا ذکر ہے۔ جامع مسجد گلزارِ مدینہ کینٹ بازار ڈرگ روڈ کراچی میں اتوار کی رات بعد نمازِ مغرب ''تقریبِ جشنِ تحفیظ القرآن'' کا باقاعدہ آغاز نامور اور معتبر اُستاذِ قرأت، عالمی مقابلہ حفظ کے فاتح حضرت قاری محمد عبدالقیوم محمود کی دلآویز تلاوتِ کلام مجید سے ہوا۔ ازاں بعد معروف ثناء خواں حضرات نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گلہائے عقیدت بصورت نعت پیش کرنے کی سعادت پائی۔ نمازِ عشاء کے بعد محفل نئے جوش و جذبہ سے اپنے جوبن پر آئی۔ خوبصورت اور دلربا اسٹیج پر مشائخ و علماء جلوہ گر ہوئے۔ مبلغ یورپ، اپنے خاندان کے سربراہ، سید آباد شریف ہری پور کے سجادہ نشین علامہ سید صابر حسین شاہ صاحب ترمذی نے صدارت فرمائی۔ سرمایۂ اہلسنت، اس خاندان کا فخر، مقررِ دلپذیر حضرت علامہ مفتی سید محمد عارف شاہ اویسی ترمذی نے محفل کی مناسبت سے مختصر مگر جاندار اور گرجدار خطاب فرمایا۔ شرکاء جھوم اُٹھے، اُن کے برادرِ عزیز صاحبزادہ سید محمد اشرف (ڈاکٹر مدنی) فرائض نظامت سنبھالے بے قرار اجتماع کے ذوق میں شوق پیدا کرتے رہے۔ پُرجوش انداز، مترادفات کا استعمال، اشعار اور اقوال جانِ محفل بنتے گئے۔ اسی دوران بارش تیز ہوگئی۔ انتظامیہ نے اپنے مہمانوں کو مسجد کے اندرونی حصہ میں تشریف لے جانے کی التجا کی۔ محفل ایک بار پھر رونقوں کے ساتھ جم گئی۔ نصف شب بیت گئی مگر جذبات کے تلاطم مین کوئی فرق نہ آیا۔ کچھ دیر کے لئے محمد صحبت خان کوہاٹی عظمت وفضیلتِ قرآن پر خطاب کے لئے مائیک پر آئے۔ سامعین نے نعروں کی گونج میں اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا بھرپور ثبوت دیا۔ خوش نصیب حافظ سید محمد مقصود شاہ ترمذی نے نذرانہ نعت پیش کرنا شروع کیا۔ تو نوروں نوٹوں کی بارش ہوگئی۔ مسجد کے صحن اور بیرونی حصے

میں بارانِ رحمت تیز ہوتی گئی اور مسجد کے اندرونی حصے میں تلاوت و نعت و بیاں کی برکتیں اور رحمتیں تیزی سے پھیلتی چلی گئیں۔ اس تقریب میں خاص طور پر ہری پور سے تشریف لائے ہوئے اس مبارک خاندان کے بزرگ پیر سید فتح علی شاہ ترمذی نے پیرانہ سالی کے باوجود اس آواز و انداز سے صائم چشتی علیہ رحمۃ الباری کا نعتیہ کلام پیش کیا کہ شرکاءِ محفل عش عش کر اُٹھے۔ اس مبارک و مسعود خاندان کے عمر رسیدہ بزرگ، داعیٔ محفل کے تایا سید احمد شاہ صاحب ترمذی آخر تک رونق بزم رہے۔ داعیٔ محفل کی مسرت لائق دید تھی۔ نور بھرے چہرے پر عمامہ شریف خوب جچ رہا تھا۔ وہ ہر آنے والے مہمان کا اُٹھ کر استقبال کرتے، ہر مہربان کا شکریہ ادا کرنا چاہتے اور چاہتوں کے اس ہجوم میں جذبات اُن کے قابو سے باہر محسوس ہوئے، وہ کہہ رہے تھے دوستو! یہ تقریب کسی ریا کے لئے نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کی رضا کیلئے ہے۔ آپ کے دلوں میں حفظِ قرآن کا شوق دلانے کیلئے ہے۔ اپنے مولیٰ عزوجل کا شکر ادا کرنے کے لئے اور اُس کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر سے دل و نگاہ کو جلا بخشنے کیلئے ہے۔ وہ فرما رہے تھے یہ لختِ جگر بھی عطائے الٰہی اور عطائے مصطفوی ہے۔ یہ دعاؤں کا ثمر ہے۔

واضح رہے کہ حافظ سید محمد مقصود شاہ ترمذی ۱۳ ر جنوری ۱۹۹۳ء کو چھ بہنوں کے بعد پیدا ہوئے۔ ماں باپ بلکہ جملہ احباب نے بے پناہ مسرتوں کا اظہار کیا۔ بہنوں نے چاند سے بھائی کو پا کر خوشی کے ترانے گائے۔ نومولود کا نام سید محمد مقصود شاہ رکھا گیا۔ زیرک شہزادے نے پرائمری پاس کی۔ پھر اپنے والد گرامی کی زیرنگرانی قاری حافظ محمد سجاد سعیدی کی بارگاہ میں قرآن کریم حفظ کرنا شروع کیا۔ ۳ سالوں میں سید محمد مقصود نے گوہر مقصود پا لیا۔ محمد مقصود کے بعد وہاب اور جواد پروردگار نے سید علی جواد اور سید جعفر شاہ کی نعمت سے بھی نوازا۔

آخر میں صدر گرامی قدر ا مبلغ یورپ صاجزادہ سید صابر حسین شاہ صاحب نقشبندی ترمذی نے فضیلت قرآن پر عالمانہ خطاب فرمایا۔ انہوں نے حاضرین سے کہا کسی سیدزادے کا حافظِ قرآن ہونا بہت بڑا اعزاز بھی ہے اور امتیاز بھی۔ رب تعالیٰ نے اپنے حبیب کی حفاظت کا بھی وعدہ فرمایا ہے اور اپنے کلام قرآن مجید کی حفاظت کا بھی اعلان فرمایا ہے۔ اپنے حبیب اور حبیب کے خاندان کے ہر خوش نصیب کو نور ہونے کا اعزاز ملا اور قرآن پاک کو بھی نور فرمایا۔ امت کو قرآن کریم اور اہل بیت کا تحفہ دلنواز بخشا۔ فرمایا: باری تعالیٰ کا شکر ہے، ہمارے خاندان کا فخر ہے، یہ بچہ ہماری

مغفرت کا وسیلہ اور ہماری بخشش کا ذریعہ ہے۔ اللہ کریم اسے حافظِ قرآن کے بعد عالمِ قرآن اور عاملِ قرآن بھی بنائے۔ دریں اثناء خوش نصیب حافظ قرآن کے اُستاذِ ذی شان قاری محمد سجاد حسین سعیدیؔ کی خدمت میں تحائف پیش کئے گئے۔ مبارک و مسعود محفل کے داعی مولانا سید محمد مسعود شاہ ترمذی نے خوشگوار موڈ میں اعلان کیا۔ یہ قاری صاحب کی محنتوں کا صلہ نہیں محض حقیر سا نذرانہ محبت ہے اور یہ اس لئے بھی ضروری ہے کہ آپ کو یاد رہے۔ ''مولوی صرف نذرانہ وصول نہیں کرتا، نذرانہ دیتا بھی ہے۔'' حاضرین اس جملے پر کھلکھلا اُٹھے۔

آخر میں شہزادہ محمد مقصود شاہ صاحب نے ختم شریف پڑھا۔ بہت خوب پڑھا۔ بہت عمدہ پڑھا۔ خوشیوں سے بھرپور اُن کے پُرنور والد نے فرطِ عقیدت و محبت سے اپنے گوہر مقصود کی پیشانی کو چوم لیا۔ میں ان جذب آمیز لمحوں کا عینی شاہد ہوں۔ صلوٰۃ و سلام پیش کیا گیا۔ دعائے خیر ہوئی۔ خواتین و حضرات بنات و اطفال کی خدمت میں طعام پیش ہوا۔ رات گئے بارش میں بھیگتے، کہیں گرتے، کہیں سنبھلتے، کہیں پھسلتے، کہیں تیز رفتار گاڑیوں سے ٹکراتے، بچتے بچاتے مہمان گھروں کو لوٹے، وہی پرانا شعر گنگناتے ہم نے بھی اسی صورت حال سے دوچار اپنے گھر کی راہ لی۔

ماضی کی محفلوں کو سجا کر شعور میں
دیتے ہیں زندگی کو سہارا کبھی کبھی

علامہ قاضی محمد فضل الٰہی وصال فرما گئے۔!

"قمر الاسلام" کے سابق نامور طلباء قاری احتشام الحق زاہد، حافظ عنایت الٰہی نقشبندی، مولانا قاضی نور الحق اور مولانا قاضی مقبول الٰہی کے والدِ گرامی، علم میراث کے ماہر عالم دین، یادگارِ اسلاف حضرت علامہ قاضی محمد فضل الٰہی، قضائے الٰہی سے وصال فرما گئے۔

(انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

درویش منش علامہ قاضی محمد فضل الٰہی ۱۹۱۹ء کو غریب پورہ (سرحد) میں پیدا ہوئے۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم بمبئی میں حاصل کی اور مونگ والی میں امامت و خطابت کا سلسلہ شروع کیا۔ علومِ وراثت پر خصوصی عبور حاصل تھا۔ صوبہ سرحد کے علاوہ پنجاب کے بھی علمائے کبار سے علم تفسیر، فقہ اور دوسرے علوم حاصل کیے۔ درس و تدریس کا حد درجہ شوق رکھتے تھے۔ اور اپنے تمام صاحبزادگان کو بھی اس راستے پر گامزن کیا۔ بحمدہ تعالیٰ آپ کے صاحبزادے علمی راہوں پر رواں دواں ہیں اور مختلف مقامات پر مصروفِ خدمت دین متین ہیں۔ علامہ قاضی مقبول الٰہی، مولانا قاضی نور الحق، قاری احتشام الحق زاہد، قاری حمید الحق مدنی، قاری حافظ عنایت الٰہی نقشبندی اور قاضی ظہور الٰہی اپنے عظیم والد کی تمناؤں کا مظہر ہیں۔ اول الذکر چاروں صاحبزادگان راولپنڈی میں، ہمارے "قمر الاسلام" کے ساتھی حافظ عنایت الٰہی POF سنجوال کینٹ کی جامع مسجد میں اور سب سے چھوٹے قاضی ظہور الٰہی آبائی مسجد میں امامت و خطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ موصوف حافظ یاسر عنایت (سابق ناظم انجمن طلباء اسلام اٹک) کے دادا جان تھے۔

علامہ قاضی محمد فضل الٰہی علیہ رحمۃ الباری کی نمازِ جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ رب تعالیٰ کا ایک عظیم فضل یہ ہوا کہ نامور عالم دین حضرت علامہ سید حسین الدین شاہ صاحب سلطان پوری مدظلہ العالی نے نماز جنازہ کی امامت فرمائی۔ آستانہ عالیہ چورہ شریف سے سید شبیر علی شاہ مجددی، سید عطاء اللہ شاہ گیلانی (ڈھیر شریف)، صاحبزادہ عبدالطاہر رضوی، صاحبزادہ امیر احمد (بسال شریف)، صاحبزادہ عبدالعادل قادری (حضرت لالہ جی اٹک) کی خصوصی شرکت ہوئی۔ باری تعالیٰ نے آپ کے نام کی طرح آپ پر ایک فضل یہ کیا کہ عین گرمی کے موسم میں رحمت کی گھٹا چھا گئی، موسم ٹھنڈا ہو گیا۔

ہم اپنے کرم فرماؤں کے عظیم والد کے سانحۂ ارتحال میں اُن کے دکھ درد میں شریک ہیں۔ اور اپنے کریم مولیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ رحمٰن و رحیم خدا اپنے بندے قاضی محمد فضل الٰہی پر اپنا خاص فضل فرمائے، ان کی دینی خدمات کو قبول کر کے اُخروی درجات کی بلندی کا باعث بنائے، انکی قبر کو منور کرے، انکے جملہ صاحبزادگان اور تمام خاندان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

ھدیۂ تبریک

ھم

دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ کے سابق مایۂ ناز اُستاذ، دار العلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ شریف (سرگودھا) کے فاضل، معروف ادیب، محقق، مدرس، مترجم

علامہ محمد ضیاء المصطفیٰ قصوری حفظہ اللہ الباری

کو

ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرنے پر اس دعا کے ساتھ دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ

تیرا خاورِ درخشاں رہے تا ابد فروزاں
تیری صبحِ نور افزاء کبھی شام تک نہ پہنچے

(آمین)

اراکین بزمِ سلیمانیہ و قمر الاسلام گریجویٹس ایسوسی ایشن پاکستان
دار العلوم قمر الاسلام سلیمانیہ، پنجاب کالونی، کراچی

حافظ سید احمد، حافظ طالب حسین اعوان اور خطیب محمد نصیر کو صدمہ!
دلگداز سانحہ میں ڈرائیور نور خان اور ۳ نوجوان جاں بحق!

ماہنامہ کاروانِ قمر کے مستقل قارئین اور ''قمرالاسلام'' کے سابقین حافظ طالب حسین اعوان کے چچا، مرحوم حافظ نواب دین کے چھوٹے اور اکلوتے بھائی، ٹریکٹر ڈرائیور، پاک آرمی سے ریٹائرڈ جناب نور خان، خطیب حافظ محمد نصیر اعوان کے چچازاد بھائی اور حافظ محمد احمد قادری کے عزیز اور جلوال (اٹک) کے باسی ۲ مزدور ریت کے ٹیلے تلے آکر جاں بحق ہو گئے۔

(انا للّٰہ وانا الیہ راجعون)

تفصیلات کے مطابق یہ دردناک سانحہ ۲۳ر جولائی ۲۰۰۸ء کو اُس وقت پیش آیا جب ایک ٹریکٹر ٹرالی پر ریت بھری جارہی تھی، ڈرائیور نور خان قریب ہی چھاؤں میں لیٹا تھا، ایک بڑا ریت کا ٹیلہ بھرائی کے دوران مزدوروں پر آ گرا اور وہ کوئی مدد پہنچے بغیر بامرِ ربی جان وار بیٹھے۔ قریبی دیہات کوٹ چھجی کے باسی جائے حادثہ پر پہنچے اور لاشوں کو نکالا، سارا علاقہ غم و درد میں ڈوب گیا۔ مرحومین کے گھروں میں کہرام مچ گیا، ہر دل سوگوار اور ہر آنکھ اشکبار ہو گئی۔ نمازِ جنازہ کے اجتماع میں قرب و جوار کے دیہاتی سیلاب کی طرح اُمڈ آئے۔ جمعیت علمائے پاکستان کے رہنما، اس علاقہ کی پہچان، اسلام آباد میں مصروفِ عمل، پرجوش عالمِ دین مولانا حافظ محمد اقبال نعیمی نے نمازِ جنازہ کی امامت فرمائی۔ سوگوار حاضرین سے جامع مسجد حیات النبی اسلام آباد کے خطیب حافظ طالب حسین اعوان نے خطاب کیا، موت و حیات کا فلسفہ بتایا اور رب تعالیٰ کی رضا و قضا پر راضی رہنے کی تلقین کی۔ اس موقع پر مرحوم نور خان کا اکلوتا جوان سالہ بیٹا محمد سیف اللہ صدمہ سے نڈھال تھا۔ بھائی نور عالم اور حاجی محمد طارق اور دیگر عزیز و اقارب حیران پریشان اور صدمہ میں غلطاں نظر آئے۔

مرحوم نور خان، ہنس مکھ یار باش اور مہمان نواز انسان تھا۔ وہ محنتی اور غیرتی ہونے کے ساتھ ساتھ ہر وقت ہنستا مسکراتا دکھائی دینے والا خوش باش بندۂ خدا تھا۔ اس کے انتقال کی خبر جسے پہنچی وہ ہکا بکا رہ گیا۔ پاک پروردگار جل جلالہ اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل مرحومین کی قبور کو منور فرمائے۔ انہیں شہادت کا رتبہ بخشے، ان کے جملہ غمزدہ لواحقین کے کلیجوں کو صبر دے۔ کریم مولیٰ آزمائش و ابتلا اور زمینی و آسمانی آفات و بلیات سے ہم سب کو محفوظ و مامون رکھے۔ (آمین)۔

چوتھی سالانہ یارسول اللہ کانفرنس

اتوار ۶/ جولائی ۲۰۰۸ء بمقام ضلع نیلم اٹھمقام (آزاد کشمیر)

مولانا شیخ عبدالروف آزاد

رپورٹ: مولانا خورشید انور نورانی

اگر فردوس بر روئے زمیں است

ہمیں است و ہمیں است و ہمیں است

شاعر کے اس شعر کی حقیقت صحیح معنوں میں وادیٔ نیلم آزاد کشمیر میں جا کر معلوم ہوتی ہے کہ کشمیر واقعی جنت نظیر ہے۔ ہر سو اس کا حسن بکھرا اور نکھرا پڑا ہے۔ اسے بجا طور پر چناروں اور حسین نظاروں کی وادی کہا جاتا ہے۔ اس خوبصورت وادی کے باسیوں کو چوتھے سال بھی عظیم الشان تحفہ ملا، وہ ۶/ جولائی ۲۰۰۸ء کو یارسول اللہ کانفرنس تھا، وادیٔ نیلم کے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر اٹھمقام کے عیدگاہ گراؤنڈ میں عشاقانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا جم غفیر اس بات کی غمازی کر رہا تھا کہ علامہ امام شاہ احمد نورانی نور اللہ تعالیٰ مرقدہٗ کے متوالے مشن کی خاطر حاضر ہیں اور رہیں گے۔

اس سال کانفرنس کئی اعتبارات سے انفرادیت کی حامل تھی۔ خصوصیت کے ساتھ کراچی کے نامور عالم دین اور محقق ملت حضرت علامہ مفتی شاہ حسین گردیزی صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کی شرکت انھوں نے امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے حوالے سے نہایت علمی گفتگو فرمائی۔ حلقہ نقشبندیہ سیفیہ کے احباب بھی حضرت اقدس کے ساتھ کافی تعداد میں شرکاء میں شامل تھے، جن میں حضرت مولانا الطاف حسین سیفی، مولانا محمد زمان سیفی، مولانا محمد رفیق سیفی قابل ذکر ہیں۔ کراچی سے اپنے رفیق خاص حافظ افتخار احمد کے ہمراہ استاذ گرامی محمد صحبت خان صاحب کوہاٹی کی شرکت اور خصوصی خطاب بھی شرکاء کانفرنس کا افتخار رہا۔ آپ نے تقریباً ایک گھنٹہ کی تقریر میں شعلہ بیانی کے ساتھ علمی و فکری گفتگو فرمائی۔ شرکاءِ محفل میں ہر طبقے نے حضرت کے خطاب کو پسند کیا۔ آپ نے صاحب کوثر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمتوں اور رفعتوں کو نہایت فصیح و بلیغ حوالے سے بیان کیا، بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ خطاب پوری محفل کی جان تھا، جو مدتوں بھلایا نہ جا سکے گا اس کی سی ڈی بھی بنائی جا چکی ہے۔

مہمان مقررین میں فاضل نوجوان مفتی اہلسنت حضرت مولانا محمد وسیم شوکت چشتی، صدر مدرس نیریاں شریف یونیورسٹی کی عقائد اہلسنت پر گفتگو کو بہت پسند کیا گیا۔

پیر طریقت حضرت علامہ پیر محمد عتیق الرحمٰن فیض پوری ایم ایل اے آزاد کشمیر اور صدر جمعیت علماء جموں و کشمیر کا خطاب تمام حاضرین نے پسند کیا۔ عوام الناس کو نہایت احسن انداز میں عقائد و نظریات حقہ اور حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ ختم نبوت کے حوالے سے آگاہ کیا اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی کیلئے ۳ر اگست ۲۰۰۸ء کو ہونے والی کوٹلی آزاد کشمیر ختم نبوت کانفرنس کا اعلان فرمایا اور اشعار پڑھنے کے انداز نے حضرت علامہ محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد تازہ فرما دی۔

اس محفل کی ایک اہم کڑی حج مبارک کے لئے قرعہ اندازی بھی تھی۔

آخر میں ایک عالی بخت شخص بیت اللہ قریشی آف کنڈل شاہی کا نام قرعہ اندازی میں نکلا جو روتے ہوئے اور اپنے بختوں پر ناز کرتے ہوئے شرکاء کانفرنس سے دعاؤں کے مستحق ٹھہرے۔ یہ حج مقدس کا ٹکٹ یا رسول اللہ کانفرنس کے اہم ستون حضرت علامہ غلام حسین سیفی حفظہ اللہ کی معرفت حاصل ہوا۔

آخر میں محفل کے اہم ترین منتظم اور خادم مولانا عبدالرحمٰن صدیقی نورانی نے شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔

محفل پاک میں ثناء خوانانِ رسول کی کثیر تعداد تھی، صرف چند ایک ہی کو موقع مل سکا۔ ان کے نام شیخ نعیم الرحمٰن، شیخ عمیر الرحمٰن نورانی، کراچی سے تشریف لائے ہوئے مہمان نعت خوان محمد عامر قادری نے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا کلام پیش کر کے حاضرین میں وجد طاری کر دیا۔ خصوصی طور پر مظفر آباد سے تشریف لائے ہوئے مہمان سید اکرام اکبر بخاری QTV نے بھی محفل کو رونق بخشی۔

جن علاقائی علماء و قراء کرام نے شرکت کی اُن کے نام کی تفصیل یہ ہے:

حضرت مولانا مفتی سید ریاض حسین شاہ کاظمی مظفر آباد، حضرت مولانا عبدالحمید نورانی مظفر آباد، حضرت مولانا خواجہ محمد عبداللہ خطیب اعلیٰ پاک آرمی، حضرت مولانا عبدالوحید نورانی مظفر آباد، حضرت مولانا خواجہ حبیب احمد مظفر آباد، حضرت مولانا قاری محمد دین چشتی مظفر آباد، حضرت مولانا میاں محمد بشیر احمد نقشبندی مظفر آباد، حضرت مولانا ہدایت الرحمٰن امجدی (نیلم) حضرت مولانا ممتاز احمد (نیلم)، حضرت مولانا شیخ فخر الدین، حضرت مولانا شیخ ریاض حسین نورانی، حضرت مولانا

خورشید احمد نورانی، حضرت مولانا اقبال اختر نعیمی، حضرت شیخ قاری مجیب الرحمٰن مدرس گلزارِ حبیب نگدر، حضرت مولانا شیخ محمد شفیق چشتی، حافظ و قاری غلام مصطفیٰ، و قاری غلام مرتضیٰ، قاری عبدالرشید خان، کیل، مولانا عابد حسین نورانی دواریاں، مولانا ہدایت الرحمٰن امجدی۔

جن تنظیمات نے بخوبی حصہ لیا اور تعاون فرمایا۔ اگر ان کا نام نہ لیا جائے تو زیادتی ہوگی۔ ان میں مولانا نثار مغل افریقہ، بھائی بشارت حسین سعودیہ عرب قابل ذکر ہیں۔ ان میں بطور خاص خواجہ محمد سلطان رینج آفیسر سید علی حیدر شاہ صاحب، رینج آفیسر محترم جناب محمد فاروق رضا قادری ہیڈ ماسٹر، محترم محمد یونس قادری، محترم محمد بلال رضا قادری، محترم قاری حضور الرحمٰن، محترم جناب شیخ خالد، محترم محمد جلال صاحب، محترم لیاقت صاحب، محترم غلام مرتضیٰ نگدر، المصطفیٰ ویلفیئر سوسائٹی اور دعوتِ اسلامی کے احباب نے خصوصی معاونت فرمائی۔

اس محفل کیلئے شب و روز کاوشیں کرنے والے صاحبزادہ میاں شریف جھاگوی کو خطاب کا موقع نہ مل سکا تاہم انھوں نے تمام معاونین کرام اور انتظامیہ اور صحافتی برادری کا شکریہ ادا کیا۔

اس محفل مقدسہ میں جید اور اکابر علماء کرام کی تعداد کثیر تھی۔ وقت اور موقع کے تقاضوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انہیں خطاب کا موقع نہ مل سکا۔ خصوصیت کے ساتھ مفتی اہلسنت حضرت علامہ عبدالعزیز عباسی مظفر آباد، حضرت علامہ پیر نذیر گیلانی صدر تنظیم المدارس اہلسنت مظفر آباد، حضرت علامہ مفتی وجاہت حسین گردیزی، حضرت علامہ امتیاز احمد صدیقی ناظم اعلیٰ جمعیت علماء جموں وکشمیر راولاکوٹ اور علامہ شیخ محمد شفیق (نیلم)۔

قائد نوجوان محترم شارق اطہر اشرفی نورانی بھی اس محفل پاک میں کراچی سے خصوصی طور پر بذریعہ ہوائی جہاز تشریف لے گئے تھے۔ انہوں نے بھی اپنا فکر نورانی والا پیغام اہل علاقہ اور سامعین کو دیا اور اتنے دور دراز علاقے میں آ کر فرحت کا اظہار فرمایا اور ہر سال معاونت کا یقین دلایا۔

محفل پر تقریباً دو گھنٹے موسلادھار بارش رہی، کوئی بھی فرد اپنی جگہ سے نہیں اٹھا۔ اس محفل پاک میں مانسہرہ سے تشریف لائے ہوئے مہمان ناظم اسٹیج مولانا منیر احمد سہروردی نے بھی اپنے جوہر دکھائے اور محفل کو زعفران بنائے رکھا۔

دارالعلوم ضیاء القرآن سلیمانیہ کا عظیم الشان جلسہ تقسیم اسناد

رپورٹ: قاری محمد یعقوب بالاکوٹی

استاذ دارالعلوم ضیاء القرآن سلیمانیہ

"انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ" کی ذیلی شاخ "دارالعلوم ضیاء القرآن سلیمانیہ للبنات اعظم بستی کا جلسہ دستار بندی و تقسیم اسناد، ۶ / جولائی ۲۰۰۸ء بروز اتوار کو دو نشستوں میں منعقد ہوا۔ ضیاء القرآن کی تاریخ میں پہلی مرتبہ فارغ التحصیل طالبات اور طلبہ کا علیحدہ علیحدہ جلسہ ہوا۔ اسی مناسبت سے اشتہارات و دعوت ناموں میں بھی وضاحت کی گئی۔ پہلی نشست برائے خواتین کا آغاز تقریباً صبح ۱۰ بجے تا سہ پہر ۳ بجے جاری رہا۔

اس نشست کی سرپرستی محترمہ سیدہ ام امین ہمدانی پرنسپل دارالعلوم ضیاء القرآن سلیمانیہ للبنات نے کی۔ جبکہ صدارت معروف مذہبی اسکالر محترمہ ڈاکٹر سیدہ صبیحہ قادری صاحبہ کی تھی۔ پہلی نشست کا باقاعدہ آغاز دارالعلوم ہٰذا کی شعبہ تجوید و قرأت کی معلمہ قاریہ رابعہ گوہر کی تلاوت سے ہوا۔ اس کے بعد قصیدہ بردہ شریف کی سعادت بھی دارالعلوم ہٰذا کی شعبہ تحفیظ القرآن کی معلمہ قاریہ ثمینہ بتول نے حاصل کی۔ جبکہ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم حافظہ فضا اسلم اور ثمینہ اورنگزیب نے پیش کی۔ ازاں بعد تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا، جس میں اعزازی خطابات محترمہ ڈاکٹر سیدہ فریدہ عظمت ہمدانی بنت علامہ سید عظمت علی شاہ صاحب اور محترمہ سیدہ ام شاہ زمان پرنسپل دارالعلوم قیوم زمان (پنجاب) کے ہوئے، جنہوں نے قرآنِ پاک کی فضیلت و عظمت پر خصوصی بیانات فرمائے۔

ان خطابات کے بعد مہمان مقررہ صدر جلسہ محترمہ ڈاکٹر سیدہ صبیحہ قادری صاحبہ کا نہایت اصلاحی بیان ہوا اور انہوں نے فارغ التحصیل طالبات اور منتظمین ادارہ کو مبارک باد دی اور ساتھ ہی مزید محنت و لگن سے اپنے مشن کو جاری رکھنے کی تاکید کی۔

بعد ازاں مہمانِ خصوصی معروف سماجی کارکن حاجی عبدالرحیم جانو صاحب کی اہلیہ محترمہ جو کہ ناسازیٔ طبع کے باوجود رونق محفل رہیں اور اپنے خطاب میں بہت زیادہ خوشی کا اظہار فرمایا اور اس طرح کی روح پرور محفل میں شرکت کو اپنی خوش بختی جانا اور طالبات کی حوصلہ افزائی فرمائی۔

ان خطابات کے بعد اسٹیج کی ناظمہ صاحبہ نے اعلان فرمایا کہ اب فارغ التحصیل طالبات کو دوپٹے پہنائے جائیں گے اور اسناد تقسیم کی جائیں گی۔ یاد رہے کہ تکمیل تحفیظ القرآن کرنے والی طالبات کی تعداد ۲۱ تھی اور دوسالہ تجوید وقرأت کا کورس مکمل کرنے والی طالبات کی تعداد ۲۷ تھی۔ جبکہ چار سالہ عالمہ فاضلہ کورس مکمل کرنے والی طالبات ۹ تھیں۔ صدرِ جلسہ، مہمانِ خصوصی اور بانی و ناظم اعلیٰ صاحب کی اہلیہ محترمہ کے ہمراہ پرنسپل ادارہ ہٰذا سیدہ ام امین ہمدانی نے طالبات کو دوپٹے پہنائے اور اسناد تقسیم کیں۔

دارالعلوم ضیاء القرآن سلیمانیہ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ یہاں پر تدریسی خدمات انجام دینے والی معلمات اسی ادارہ سے فیض یافتہ ہیں۔

پہلی نشست میں خواتین کی تعداد بہت زیادہ تھی یہاں تک کہ پنڈال میں رکھی ہوئی تمام کرسیاں پُر ہونے کے بعد خواتین کو کھڑے ہو کر جلسہ کی کارروائی سننا پڑی۔

جلسہ کا اختتام صلوٰۃ وسلام اور محترمہ ڈاکٹر سیدہ صبیحہ قادری صاحبہ کی دعا پر ہوا اور اس کے بعد خواتین کو طعام پیش کیا گیا۔ جلسہ کے کامیاب انعقاد میں پرنسپل ادارہ کے ساتھ ادارہ کی دو معلمات قاریہ ثمینہ بتول اور قاریہ رابعہ گوہر نے بھرپور معاونت کی۔

اس کے بعد دوسری نشست برائے حضرات کا باقاعدہ آغاز عالمی ایوارڈ یافتہ قاری دارالعلوم حنفیہ غوثیہ کے ناظم عالی قدر جناب قاری عبدالقیوم محمود صاحب کی پُرسوز اور دلآویز تلاوت سے ہوا۔ اس نشست کی نظامت کے فرائض مولانا محمد صادق شجاع آبادی متعلم دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ نے انجام دیئے۔ یہ نشست بانی و ناظم اعلیٰ انجمن قمرالاسلام سلیمانیہ واجب الاحترام سید ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی صاحب کے زیرِ سرپرستی بعد از نمازِ عصر تک جاری رہی۔

قاری صاحب کی تلاوت کے دوران اس جلسہ کے مہمان مقرر خطیب دلپذیر حضرت علامہ مفتی سید محمد عارف شاہ صاحب اویسی رونق بزم ہوئے۔ ازاں بعد مہمان خصوصی نامور سماجی کارکن حاجی عبدالرحیم جانو خلف رشید حاجی عبدالرزاق جانو (مرحوم) بھی تشریف لائے۔ مہمانوں کی آمد کے بعد قصیدہ بردہ شریف ادارہ ہٰذا کے طالب علم محمد عابد علی نے پیش کیا اور اس کے بعد نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی سعادت حاصل کرنے کے لئے اعلان ہوا۔ دبئی متحدہ عرب امارات سے خصوصی طور پر تشریف لائے ہوئے مہمان محترم جناب قاری محمد نعیم صاحب کا ان کے بعد نعت شریف کی ہی

سعادت حاصل کی۔ دارالعلوم ہذا کے استاذ معروف و مقبول نعت خواں محترم جناب محمد بدر منیر قادری صاحب نے جبکہ خطاب دارالعلوم ہذا کے سابق طالب علم حافظ سید نصیر الدین شاہ صاحب کا ہوا، جنہوں نے پرجوش انداز میں اپنا ماضی الضمیر بیان کیا۔ ان کے خطاب کے بعد اسٹیج سیکریٹری نے جلسہ کے مہمان مقرر خطیب دلپذیر مفتی سید محمد عارف شاہ صاحب اویسی کو خوبصورت اشعار کے ساتھ مدعو کیا۔ مفتی صاحب نے نہایت ہی والہانہ انداز میں قرآن پاک اور صاحب قرآن اور حفظ قرآن کی فضیلت پر روشنی ڈالی اور منتظمین و طلباء کو خراج تحسین پیش کیا۔ شاہ صاحب کے پرمغز خطاب کے بعد فارغ التحصیل ہونے والے طلباء کرام کو مدعو کیا گیا اور ان کی دستار بندی بانی و ناظم اعلیٰ ابوالحسن شاہ منظور ہمدانی اور ان کے ہمراہ صدر جلسہ و مہمان خصوصی جناب حاجی محمد صدیق صاحب و حاجی عبدالرحیم جانو صاحب نے اپنے دست اقدس سے کی اور طلباء کرام میں اسناد تقسیم کی گئیں۔ قرآن کریم حفظ مکمل کرنے والے خوش نصیب طلباء کی تعداد ۲۴ تھی۔

دستار بندی و تقسیم اسناد کے اس عظیم الشان جلسہ کی کامیابی میں (ناظم) مدرسہ قاری میاں محمد چشتی صاحب اور ابوامین سید حنیف احمد شاہ ہمدانی صاحب اور ان کے رفقاء کی بہت زیادہ محنتیں شامل تھیں۔

آخر میں جلسہ کا اختتام صلوٰۃ و سلام اور حاجی محمد صدیق صاحب کی دعاء خیر پر ہوا۔ اور مہمان حضرات کے ساتھ طلباء کی گروپ تصاویر لی گئیں۔ اس کے بعد تمام حضرات کو طعام پیش کیا گیا۔

جلسہ میں مہمان خصوصی کی جانب سے علاقے کی عوام کے لئے عنقریب فری آئی کیمپ لگانے کا بھی اعلان کیا گیا۔

اسٹیج پر حضرت علامہ مفتی عبدالعزیز صاحب سیالوی، حضرت علامہ استاذ محمد ریاض صاحب سعید، حضرت مولانا محمد نواز سعیدی صاحب، صاحبزادہ سید ازہر علی شاہ ہمدانی، حاجی محمد یار سعیدی، علامہ احمد بخش الحسنی، حافظ صفدر حسین صاحب نمایاں شخصیات میں شامل تھے۔

جامعہ محمدیہ زینت الاسلام اور جامعہ محمدیہ معین الاسلام میں فیضانِ قرآن

نمائندہ خصوصی کے قلم سے

کریم، عظیم، ممتاز اور منفرد روحانی شخصیت، آستانہ عالیہ ترگ شریف (میانوالی) کے صاحب سجادہ، پیر طریقت حضرت خواجہ غلام معین الدین چشتی نظامی دامت برکاتہم کی زیر نگرانی بے شمار مدارس و مساجد شاد و آباد ہیں۔ یہاں کراچی میں بالخصوص دو مقامات پر آپ کی تعمیر کردہ مسجدیں اور آپ کے قائم کردہ دینی ادارے خوش اسلوبی سے دین کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اپنے عظیم والد، وقت کے ولی کامل، زین الاولیاء خواجہ علامہ زین الدین چشتی نظامی علیہ رحمۃ الباری کے نام نامی سے منسوب ''زینت المساجد'' اپنی زینت میں بے مثال ہیں۔

جامعہ محمدیہ زینت الاسلام کا یہ دسواں سالانہ جلسہ تھا۔ جامعہ کے شفیق بانی خواجہ غلام معین الدین چشتی نظامی نے دس سال مکمل ہونے کی خوشی اور تقریباً ۱۰۰ طلباء کے حفاظ قرآن بننے پر جامعہ کے ناظم، اپنے مرید صادق مولانا قاری ابوالباسط محمد اسلم چشتی کی دستار بندی فرمائی۔ واضح رہے کہ امسال شعبہ تجوید کے خوش نصیب طلباء میں قاری غلام مصطفیٰ اور عالی بخت طالبات میں قاریہ ذکیہ پروین حافظ محمد اسلم چشتی کے صاجزادے اور صاجزادی ہیں۔

ملک کے طول وعرض سے آئے ہوئے طلباء فیض پا رہے ہیں کہ جامع مسجد فیض محمدی سے، محمدی فیض تقسیم ہو رہا ہے۔ سادہ مگر دلربا، پیکر اخلاص قاری محمد اسلم چشتی اپنے پیر و مرشد کی محبت اور سرپرستی میں سوئے منزل رواں دواں ہیں۔ امسال خوش قسمتی سے ماہِ رجب کی بابرکت ۲۷ ویں شب کو اتنی ہی تعداد میں (یعنی ۲۷) حفاظ و قراء تقسیم اسناد و انعامات سے نوازے گئے۔

درجۂ حفظ کے وہ طلباء جن کی دستار بندی ہوئی:

- حافظ محمد آصف بن محمد حسین (آزاد کشمیر)
- حافظ عبدالرؤف بن منظور انور (بہاولنگر)
- حافظ محمد آصف بن محمد یوسف (مانسہرہ)
- حافظ وسیق الرحمٰن بن عبدالرحمٰن (آزاد کشمیر)

- حافظ باسط علی بن محمد صدیق (مانسہرہ)
- حافظ عتیق الرحمن بن عبدالرحمن (مانسہرہ)
- حافظ ناصر حسین بن سیف اللہ (آزاد کشمیر)
- حافظ عبدالحفیظ بن ہدایت اللہ (آزاد کشمیر)

اسمائے گرامی تجوید القرآن:

- قاری غلام مصطفیٰ بن حافظ محمد اسلم چشتی (سرگودھا)
- قاری نوید احمد بن احمد علی (آزاد کشمیر)
- قاری محمد عرفان بن کریم اللہ (آزاد کشمیر)
- قاری محمد شفیع بن شیر دین (مانسہرہ)
- قاری محمد فیصل بن سعید احمد (آزاد کشمیر)
- قاری محمد ندیم بن عبدالرحمن (آزاد کشمیر)
- قاری عبدالوحید بن رشید عباسی (آزاد کشمیر)
- قاری محمد نصیر بن الف دین (آزاد کشمیر)
- قاری محمد زاہد بن میر عالم (آزاد کشمیر)
- قاری عامر حسین بن سیف اللہ (آزاد کشمیر)
- قاری اشفاق احمد بن احمد علی (آزاد کشمیر)
- قاریہ ذکیہ پروین بنت حافظ محمد اسلم چشتی (سرگودھا)

جامعہ کے عظیم اجتماع میں باذوق شرکاء شب بھر محفل کی زینت بنے رہے۔ مولانا عزیز اللہ حقانی کا نورانی بیان ہوا۔ پیرومرشد سارا وقت جلوہ فرما رہے۔ دور ونزدیک سے نامور علماء اور زعماء بھی شریکِ بزم تھے۔

گلشن اقبال کے علاوہ کراچی کے علاقہ سعید آباد میں جامع مسجد زینت المساجد سے متصل "جامعہ محمدیہ معین الاسلام" قرآن کا نور بانٹ رہا ہے۔ آستانہ عالیہ ترگ شریف کے صاحب سجادہ اس ادارہ کے بھی بانی چیئرمین ہیں۔ یہاں بھی ماہِ رجب/ اگست میں سالانہ جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ قاری محمد شریف چشتی کی کاوشوں اور محنتوں سے امسال ۸ طلباء نے حفظ قرآن مکمل کیا۔ خوش نصیب حفاظ کے اسماء یہ ہیں:

حافظ غلام حبیب، حافظ محمد یاسر اقبال، حافظ محمد راشد، حافظ نسیم عباس، حافظ محمد وقاص، حافظ محمد وسیم، حافظ اللہ یار اور حافظ محمد وقار۔

پیرومرشد نے علماء کرام کی موجودگی میں پیرانہ سالی کے باوجود کھڑے ہوکر ان طلباء کی دستار بندی فرمائی، انہیں تحائف سے نوازا۔ ان کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھا۔

تبصرۂ کتب

(تبصرے کیلئے ازراہِ کرم ہر کتاب کے دو نسخے ارسال فرمائیں)

(ادارہ)

نام کتاب : رفیق العلماء الاعلام من اُمت خیر الانام (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

تالیف : رفیقِ ملت علامہ مفتی محمد رفیق الحسنی

ناشر : جامعہ مدینۃ العلوم، گلستانِ جوہر، کراچی۔

صفحات : ۳۷۶ قیمت : ۲۰۰ روپے

ملنے کے پتے : جامع مسجد رحمانیہ، طارق روڈ، کراچی۔ 4551959

جامع مسجد مبارک سی ویو، ڈیفنس، کراچی۔ 5842591

ضیاء القرآن، پبلی کیشنز، انفال سینٹر، اُردو بازار، کراچی۔ 2212011

پیشِ نظر کتاب اہلسنّت و جماعت کے مایۂ ناز عالم دین، ثقہ مدرس، بلند پایہ محقق و مصنف سرمایۂ افتخار، رفیق ملت علامہ مفتی محمد رفیق الحسنی کی نئی تالیف لطیف ہے، جو اپنے نام کی طرح اپنے جاندار مواد کے اعتبار سے اعلیٰ و بالا ہے۔ فاضل مصنف نے اسے اپنے اساتذۂ کرام کے نام بالعموم اور اُستاذ الاساتذہ علامہ عطا محمد بندیالوی رحمہ اللہ الباری کے نام پر بالخصوص انتساب کی سعادت پائی۔

''رفیق العلماء الاعلام'' میں علم کی تعریف، علماء کی اقسام، علم کی فضیلت، تقویٰ کی اقسام، علم سیکھنے کی فضیلت، علم الباطن کی اقسام، ائمہ اربعہ کی سیرتِ علم جن سے مرکب تھی، ائمہ اربعہ کے فضائل و مناقب، علم دین کا مفہوم، مذموم اور محمود علم، معلم اور اُستاذ کے آداب، معلم و مرشد کے لئے آداب وغیرہ مفید موضوعات پر شاندار علمی گفتگو کی گئی ہے۔

علامہ مفتی محمد رفیق الحسنی مدظلہ قبل ازیں عظیم کتب تالیف کر کے طبع کرا چکے ہیں، اور ان کی تالیفات عوام و خواص میں عقیدت سے پڑھی گئیں اور قبول کی گئیں۔ ان کی مزید کتب پریس میں ہیں۔ پیش نظر کتاب کے بارے میں وہ ''تقدیم'' کے عنوان سے تحریر فرماتے ہیں۔

''ایک عرصہ سے علم اور علماء کی فضیلت میں ''رفیق العلماء'' کے نام سے کتاب لکھنے کا ارادہ تھا، موجودہ دور میں علمائے سو اور علماء حق کی پہچان مشکل ہوگئی ہے، علماء شر بھی علماء خیر کہلانے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ زیر نظر کتاب میں علماء شر کی مذمت اور علماء خیر کی فضیلت ذکر کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں علماء حق کے متعلق جاہل صوفیاء کی غلط فہمی کو بھی دور کرنا ضروری تھا'' آخر میں آپ نے التجاء کی کہ بندہ عرض کرتا ہے کہ علم اور علماء کے فضائل پڑھ کر میرے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر فرمائے۔ (آمین)''

اپنے موضوع پر یہ بہترین کتاب ہے اور بقیہ کتب کی طرح سفید نفیس کاغذ پر اسے دیدہ زیب طباعت سے آراستہ کیا گیا ہے۔ مضبوط اور خوبصورت جلد، خوشنما کمپیوٹر کتابت اس کے حسن کو نکھارے ہوئے ہے۔ ہم مفتی صاحب کی صحت و عافیت، عزت و عظمت کی دعا کرتے ہوئے ایک اور شاندار اور جاندار علمی تحفہ عطا کرنے پر جملہ اہل علم کی جانب سے انہیں خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

نام کتاب : ضیائے صدقات

مؤلف : ابوضیاء العطاری

پیشکش : مجلس المدینۃ العلمیہ (دعوتِ اسلامی) شعبۂ اصلاحی کتب۔

صفحات : ۴۱۵

ناشر و ملنے کا پتہ : مکتبۃ المدینہ، فیضانِ مدینہ، محلہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ کراچی۔

پیش نظر کتاب ''ضیائے صدقات'' اپنے موضوع کے اعتبار سے مفید اور معلوماتی کتاب ہے۔ اسے ۱۹ ابواب پر تقسیم کیا گیا ہے۔ فاضل مؤلف نے صدقہ کا معنی و مفہوم، صدقات کے فضائل و مناقب اور اس کے مسائل، زکوٰۃ اور اس کے مصارف، راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فوائد، صدقات اور اس کے متعلقات اور صدقات کے اجر و ثواب پر معلومات کا خاصا ذخیرہ عطا کیا ہے۔ پھر حکایات و واقعات سے اسے مزید نکھارا ہے۔

فاضل مرتب نے قارئین کو یہ بات ذہن نشین کرانے کی سعی کی ہے کہ حسنِ نیت سے کیے جانے والے تمام اعمال پر اجر وثواب ملتا ہے۔ اور نیت درست نہ ہو تو درست کام بھی خراب ہو جاتا ہے۔ بلاشبہ فرمانِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے مطابق ''تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔'' صدقہ دینے والا بھی اپنی نیت کے مطابق اجر پاتا ہے۔

کتاب کے مؤلف ابوالضیاء عطاری نے ''مقدمہ'' میں کتاب کی غرض بتاتے ہوئے اپنے پڑھنے والوں سے اصلاح کی التجا کی ہے، لکھتے ہیں:

''غرض یہ کہ اس کتاب میں صدقات اور اس کے متعلقات کے فضائل پر ڈھیروں مدنی پھول جمع کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ نظر ثانی کی بھی حتی الامکان ترکیب کی گئی ہے۔ مگر بشری تقاضوں کی بناء پر اغلاط کا وجود خالی از امکان نہیں۔ برائے مدینہ اگر کسی قسم کی غلطی خامی پائیں تو تحریری طور پر اصلاح فرمائیں۔ جزاکم اللہ خیرا فی الدارین۔

کتاب مجلد ہے، کمپیوٹر کمپوزنگ پر اسے طبع کیا گیا ہے۔ البتہ کاغذ ارزاں استعمال کیا گیا ہے۔ اگر سفید کاغذ پر طباعت ہوتی تو کتاب کو اور چار چاند لگ جاتے۔

مکتبہ المدینہ اور مجلس المدینۃ العلمیہ کے احباب قابل صد مبارک باد ہیں۔ قبل ازیں وہ درجنوں کتب کی اشاعت کی سعادت پا چکے ہیں۔

وضاحت اور معذرت!

منجانب: **مجلس ادارت**

الحمدللہ! ماہنامہ کاروانِ قمر ۱۹۹۵ء سے علمی اور ادبی راہوں پر رواں دواں ہے۔ ہم مذہبی، اصلاحی، سوانحی، علمی اور ادبی مضامین شائع کرنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ ہمارا مقصد، مدعا اور مشن، پیغامِ محبت عام کرنا ہے، کسی کی دل آزاری، کسی کی عیب جوئی اور کسی کی بے حرمتی نہ ہمارا مزاج ہے نہ ہمیں زیب دیتا ہے۔ ہر مضمون نگار کا اپنا اندازِ نگارش ہے، ہماری کوشش ہوتی ہے کہ زبان و بیاں کے انداز سے قارئین کو کسی طرح کی زحمت نہ ہو بلکہ وہ کوئی بھی مضمون پڑھ کر مسرت محسوس کریں۔ تاہم ضروری نہیں کہ ہر لکھاری سے ہر قاری خوش ہو۔ اس عرصہ میں اگر دانستہ یا نادانستہ ہم سے کوئی خطا سرزد ہوئی ہو، ادارتی نوٹ میں کسی کی دل شکنی ہوئی ہو، کوئی حوالہ غلط درج ہو گیا ہو، کتابت کی کوئی غلطی ہو گئی ہو، کوئی واقعہ، کوئی لفظ، کوئی بات کسی کی دلآزاری کا باعث بنا ہو تو ہم غفار و ستار پروردگار جل جلالہ کی بارگاہ میں بصدقِ دل معافی کے طلب گار ہیں، اور ہر ایسے کرم فرما سے بھی معذرت چاہتے ہیں جسے ہماری کسی تحریر سے دکھ پہنچا ہو۔ واضح رہے کہ ہمارے سرپرست، دارالعلوم قمرالاسلام سلیمانیہ کراچی کے مہتمم علامہ ابوالازہر سید عظمت علی شاہ ہمدانی مدظلہ العالی نے ''کارواں'' کے دس سال پورے ہونے پر ایک تفصیلی مضمون عنایت فرمایا تھا، جس میں مدیران کی کاوشوں کو سراہتے ہوئے تمام علماء، مشائخ، ادباء اور دانشوروں سے اس امر کی معذرت بھی شامل تھی کہ اگر ''کاروانِ قمر'' کی کسی تحریر سے کسی فرد کو رنج ہوا ہو تو ہم معذرت کے طلبگار ہیں۔ مگر بخدا یہ مضمون کمپوزر سے گم ہو گیا اور تلاشِ بسیار کے بعد بھی نہ مل سکا، نہ ہی اس کی فوٹو کاپی میسر تھی لہٰذا وہ اشاعت پذیر نہ ہو سکا۔ ہم اُن کی ہدایت پر اُن کی جانب سے یہ وضاحت اور معذرت شائع کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو اور ہماری لغزشوں کو معاف فرمائے۔ (آمین)

(مجلس ادارت ماہنامہ کاروانِ قمر، کراچی)

دین کا درد رکھنے والوں، علمِ دین کا شوق رکھنے والوں اور درسِ نظامی

پڑھنے والوں کیلئے ﴿خوشخبری﴾

ضلع اٹک کے مضافات، تحصیل جنڈ کے معروف قصبہ ''جلوال''

میں

برسوں سے قرآنی علوم کی خدمت میں مصروف

دارالعلوم مہریہ رضویہ

میں

ان شاء اللہ العزیز نئے تعلیمی سال کے آغاز پر

درسِ نظامی کا اجراء کیا جارہا ہے

جامعہ شمس العلوم مسلم کوٹ ضلع بھکر کے فیض یافتہ، علامہ محمد شمس الدین مدظلہ کے شاگردِ رشید اور جامعہ قادریہ رضویہ فیصل آباد کے فاضل نوجوان عالمِ دین جواں جذبوں کے امین، مولانا حافظ محمد شبیر احمد سلمہ اللہ الاحد۔

درسِ نظامی کے اسباق پڑھائیں گے۔

خواہشمند طلباء یکم شوال تا ۲۰ شوال رابطہ کریں۔

خادمِ دین: حافظ سید احمد چشتی بانی و مہتمم

دارالعلوم مہریہ رضویہ، جلوال تحصیل جنڈ ضلع اٹک، فون: 0306-5577033

شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین سیالوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات پر مشتمل
کتاب "انوارِ قمریہ" سے ایک دلآویز اقتباس۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عطائے علم:

مولوی محمد امین الدین صاحب ساکن محمدی شریف بیان کرتے ہیں کہ تقریباً ۱۹۶۴ء کی بات ہے حضرت قبلہ شیخ الاسلام غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ محمدی شریف تشریف لائے۔ لنگر خانہ کے برآمدہ میں آپ سے ایک جامع محمدی کے پروفیسر صاحب اور ایک مولوی صاحب دیگر مسائل کے علاوہ مسئلہ استعانت بغیرہ پر سیر حاصل تبصرہ کرنے لگے جو کھلے عام بحث کر رہے تھے۔ اس وقت بندہ کتاب نحو میر پڑھتا تھا جو نحو کی ابتدائی کتاب ہے اور میرے اندر یہ صلاحیت بھی نہ تھی کہ حضور غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات عالیہ کو صحیح معنوں میں سمجھ سکوں۔ میرے دل و دماغ کے اندر قیامت برپا ہو گئی کہ کاش میرے اندر کوئی صلاحیت ہوتی تو میں بھی اس علمی فضاء کا کوئی کرشمہ سمجھتا۔ اسی محویت کے عالم میں گھر جا کر میں سو گیا۔ صبح جب کتابیں دیکھنے کا وقت ہوا اور میں نے پہلی کتاب اٹھائی وہ منہاج المقبول فی آداب الرسول تھی جو ہمارے استعمال و اسباق میں ہی نہ تھی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ اس کی جلد کے گتے اور کتاب کے درمیان خالی صفحہ پر حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قلم عنبر بار سے وہی مکالمہ اجمالی طور پر درج تھا۔

بدعملی میں رہنمائی:

ارشد محمود صاحب ساکن علی پور چٹھہ نے نئے نئے حضرت صاحب سے بیعت ہوئے تھے۔ لیکن پرانی عادت کے مطابق بدعمل لوگوں کے پاس بیٹھتے جو کہ جوا کھیل رہے تھے۔ ان کے ساتھ مل کر خود بھی جوا کھیلنا شروع کر دیا۔ رات کو خواب میں دیکھا کہ مردار کی بوٹی منہ میں ہے اور سخت بدبو آ رہی ہے۔ اور خون آلودہ بھی ہے۔ حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لے آئے۔ ارشد صاحب یہ دیکھ کر اپنا منہ صاف کرنے لگے لیکن منہ صاف نہ ہوا اور حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنا چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا اور غصہ کے آثار پیدا ہو گئے۔ صبح جب ارشد صاحب اٹھے تو حقیقت سے آگاہ ہو چکے تھے۔ آئندہ توبہ کر لی اور پھر کبھی بری صحبت میں نہ بیٹھے۔

Reg. No. S.S.990

Monthly KARWAN-E-QAMAR Karachi

إنما يخشى الله من عباده العلماء

ترجمہ: یقیناً اللہ تعالیٰ سے اس کے بندوں میں سے علما ہی ڈرتے ہیں

مرتبہ

مفتی محمد رفیق الحسنی

خطیب جامع مسجد رحمانیہ طارق روڈ، کراچی

جامعہ اسلامیہ مدینۃ العلوم

گلستان جوہر بلاک ۱۵ کراچی